رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ✤ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمیٰ بہ

الہادی

نمبر ۵ | بابت رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حاضر و بادی ومذکر ست در ہر مجلس و نادی

وممکن ست برائے ہر جائع وصادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب وترہیب تسہیل المواعظ

ومصلح عقلیہ وکلید مثنوی وتشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ رسیحہ کلاں دہلی درپوند ونوزدہ صد رہبر گردد

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقتسم بیننا کتاب اللہ فنعمل بالرحیم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۳ھ جو

بہ برکت دعاء حکیم الامتہ محی السنۃ حضرت مولنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مد ظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جز سے کم نہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیغرض سے اس سے بھی بڑہ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ عہ ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے عہ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور عہ میں وی۔پی پہنچیگا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجینگے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے اون کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

المرقوم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

شکم کے بھرنے کے واسطے یا شہوت پرستی کے واسطے کوئی دین مین نئی بات بناؤ یا کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ ایسی باتیں آجکل اہل اللہ کی پس ماندوں سے بہت وقوع میں آتی ہیں اعاذنا اللہ تعالے من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا اسکو امام احمد اور بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور بعضی اسنادون کے راوی ثقہ ہیں۔

اور عمرو بن عوف رضی اللہ تعالے سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میں اپنی امت کے بارہ میں تین باتوں سے ڈرتا ہوں عالم کی لغزش سے اور خواہش نفسانی سے جسپر عمل کیا جائے اور ظالم کی حکومت سے یعنی یہ تین باتیں امت کو بہت نقصان پہنچانے والی ہیں۔ اسکو بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایتا کیا ہے فرماتے ہیں اور مہلکات (یعنی وہ امور جو امت کو ہلاک کرنیوالے ہین) حرص ہے جسکا اتباع کیا جائے اور ہوائے نفسانی ہے کہ اسپر عمل کیا جائے اور آدمی کا اپنے نفس کو اچھا سمجھنا یعنی خود پسندی (یہ ایک حدیث کا ٹکڑہ ہے اسکو بزار اور بیہقی نے روایت کیا ہے

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہین حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ تعالے نے توبہ کو ہر بدعتی سے روک رکھا ہے جبتک کہ وہ بدعت کو نہ چھوڑے اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے اسناد حسن ہیں اور اسی حدیث کو ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی روایت کیا ہے۔ اون دونوں کے الفاظ متغیر ہیں اور ابن ماجہ نے حذیفہ سے ان لفظوں سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے اہل بدعت سے نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ نفل عبادت نہ فرض عبادت اسلام سے ایسا نکلجاتا ہے جیسا گندھے آٹے میں سے بال (اللہ پناہ دے ایسے کام سے جو سارے کرے کرائے کو برباد کروا دے اور پھر ان لوگوں کو شیطان نے یہ بہکا رکھا ہے کہ ہم یہ کام اچھا کر رہے ہیں۔ جسکی وجہ سے انکو توبہ ہی نصیب نہیں ہوتی اور طرفہ یہ ہے کہ اسکے اچھا ہونیکا فتوی بھی اپنے ہی دل سے لے لیتے ہیں اور ایسے جمتے ہیں کہ پھر اگر جہان کے علما سمجھائیں تو کسی کا کہا نہیں

۲۲۳

مانتے بلکہ خود اونکے مخالف بلکہ دشمن ہوجاتے ہیں ہدانا اللہ و ایاہم)

اور حضرت عرباض ابن مسار یہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے آپ کو نئے کاموں سے بچاؤ اسواسطے کہ ہر نیا کام (دین مین) گمراہی ہے اس روایت کو ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث بتمامہ پہلے گزرچکی ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عمل کے واسطے ایک جوش ہے اور ہر جوش کے واسطے سُستی ہے پس جس شخص کی سُستی میری سنت کی طرف ہوئی اوسنے ہدایت پالی اور جسکی سُستی اسکے علاوہ ہوئی پس وہ ہلاک ہوگیا۔ اسکو ابن ابی عاصم ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسکو ابو ہریرہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عمل کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کے واسطے سُستی ہے۔ پس اگر صاحب عمل ثابت قدم ہے اور (رب العزت سے) قربت حاصل کرتا رہا تو میں اوس سے امید کرتا ہوں۔ یعنی امید ہے کہ راہ راست پر آجائیگا اور اگر اسکی طرف انگشت نمائی ہونے لگے (یعنی شہرت ہوگی) پس اسکو کچھ شمار میں مت لاؤ۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری سنت (اور طریقہ) سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے (دیکھو طریق سنت سے اعراض کرنے سے حضرت کے گروہ ہی سے نکلجاتا ہے پھر کیا رہگیا) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث سے فرمایا اے بلال جان لے عرض کیا۔ کیا جان لون یا رسول اللہ فرمایا جان لے کہ بیشک جسنے میری سنتون میں سے کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مرگئی تھی (یعنی لوگون نے اوسپر عمل کرنا چھوڑدیا تھا) اوسکو اجر مین سے اسقدر ملیگا جسقدر لوگون نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ اُسکے عمل کرنیوالون کے اجرون میں سے کچھ کم کیا جائے اور جسنے کوئی گمراہی کی ایسی بدعت ایجاد کی جسکو اللہ اور رسول نہیں پسند فرماتے

اوس پر اتنا گناہ جتنے لوگون نے اوسپر عمل کیا ہے عمل کرنیوالون کے گناہ سے کم نہ ہوگا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ دونون نے کثیر بن عبداللہ کے واسطے سے روایت کیا ہے اور ترمذی اس حدیث کو حسن فرماتے ہین منذری فرماتے ہین کثیر بن عبداللہ تو متروک واہی ہے مگر اس حدیث کے شواہد موجود ہین۔

اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہین کہ انہون نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بیشک مین نے تم کو ایسے صاف مفید راستہ پر چھوڑا ہے جسکی رات اوسکے دن کے برابر ہے (یعنی ایسا روشن طریق ہے کہ جسکے امورات دقیق بھی ایسے صاف اور ظاہر ہین جیسے موٹی ظاہری باتین) اس سے کجی نہین اختیار کریگا مگر ہلاک ہونیوالا اسکو ابن ابی عاصم نے سند حسن سے کتاب السنۃ مین روایت کیا ہے۔

اور عمرو بن زرارہ سے مروی ہے کہتے ہین میرے وعظ بیان کرتے ہوتے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے پاس کہڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے عمرو بیشک تو نے بدعت کی ہے بدعت گمراہی کی یا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب سے زیادہ ہدایت کرنے والا ہے بیشک مین نے انکو دیکہا ہے کہ مجھ سے سب جدا ہوگئے۔ یہانتک کہ مین اپنی جگہ دیکہتا ہون کہ اوسمین کوئی نہین رہا اسکو طبرانی نے کبیر مین دو اسنادون کے ساتھ روایت کیا ہے ایک اون مین سے صحیح ہے (دیکھو یہ صاحب صحابہ کے دیکھنے والے اپنے زمانہ کے عالم مستند تھے اور وہ کام کر رہے تھے جسکے واسطے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا یعنی تبلیغ گویا یوں کہئے کہ نیابت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ادا کر رہے تھے مگر کوئی ذرا سا تغیر کسی طرز عمل مین واقع ہوا ہوگا جسپر اتنی تہدید فرمائی مثلاً یا تو اوسمین قصہ گوئی کی رسم بمقابلہ احکام بیان کرنے کے زیادہ ہوگئی تھی یہانتک کہ وعظ کا نام ہی قاص رکہہ لیا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ مین واعظین کا یہی شیوہ زیادہ دیکہا جاتا ہے یا شاید انہون نے وعظ گوئی کا ایسا زائد اہتمام کر لیا تھا جیسا کہ واجب بباعث غلبہ محبت سامعین یا خود استکثار خیر کی غرض سے اس بنا پر اوسی وعظ گوئی کو بدعت اور گمراہی فرمائی۔

۳۵

نیک کام مین پیش قدمی کرنیکی ترغیب اور بُرے کام کی افتتاح کی ترہیب

حضرت جریر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم شروع دن مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ کے پاس ایک قوم برہنہ کمبل کی کفنیان یا عبا پہنے ہوئے اور تلوارین لٹکائے ہوئے آئی اکثر اونکے قبیلہ مضر سے معلوم ہوتے تھے بلکہ کل ہی قبیلہ مضر ہی سے تھے اونکے فاقہ کی حالت دیکھنے کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا (آپ در دولت مین) تشریف لے گئے اور پھر باہر تشریف لائے اور حضرت بلال کو حکم دیا انھون نے اذان دی اور اقامت کہی نماز پڑہی پھر وعظ فرمایا۔

اور فرمایا یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الی آخر الآیۃ ان اللہ کان علیکم رقیبا (ترجمہ) اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اوسی سے اوسکی بی بی پیدا کی اور اون دونون سے بہت سے مرد اور عورت پھیلائے اور ڈرو اوس اللہ سے کہ جسکے توسل سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رحموں سے یعنی ناتے داریون سے تحقیق اللہ تعالےٰ تم پر مطلع ہے۔ اور ایک آیت سورہ حشر کی

۳۷

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد و اتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ہر نفس کو دیکھنا چاہیئے کہ کل کے واسطے اوسنے (اللہ کے یہان) کیا پہلے بہیجا ہے تحقیق اللہ تعالےٰ جو کچھ تم کرتے ہو اوسکا خبردار ہے اپنی اشرفی تصدق کرے کوئی روپیہ کوئی کپڑا کوئی ایک صاع گیہوں کوئی ایک صاع چھوارے یہانتک کہ جناب نے فرمایا اگرچہ ایک چھوارے کی پھانک ہی ہو۔ (مطلب یہ کہ کم وبیش مت خیال کرو یہ فرصت کا وقت ہے جو ہو سکے کر گزرو بعد مرگ کیا ہو سکے گا) حضرت جریر فرماتے ہین بس ایک آدمی انصار میں سے ایک تہیلا لایا کہ اوسکا ہاتھ عاجز ہو جاتا تھا بلکہ عاجز ہی ہو گیا تھا (یعنی اوسکے ہاتھ سے سنبھل نہ سکی) کہتے ہیں پھر تو لوگ لگاتار لاتے لگے یہانتک کہ مینے کھانے اور کپڑے کے دو انبار لگے دیکھے حتی کہ مین نے دیکھا رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (چاندسا) چمکنے لگا گویا سنہری تہا پھر رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اسلام میں کوئی طریق حسن نکالا اوسکو اوسکا اجر ہے۔
اور اون لوگون کا اجر ہے جنھوں نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ عاملین کے اجر میں سے کچھ
کم کیا جائے اور جس کسی نے اسلام میں کوئی بُرے کام کی رسم ڈالی اوسپر اوسکا گناہ ہوگا اور
اون تمام لوگوں کا جنھون نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ انکے گناہوں سے کچھ کم ہو اس سے
بڑی عبرت حاصل کرنی چاہیے اون علماء اور پیروں اور چودھریون کو جو نوتراشیدہ رسوم
دنیا میں ڈالتے ہیں اونکے اپنے عمل کا گناہ تو ہوہی گا اوسکے ساتھ قیامت تک جتنے
لوگ اسپر کاربند ہونگے اون کا گناہ بھی اوسکے ذمہ پڑیگا اور پابند رسوم یہ نہ خیال کریں
کہ ہمارا گناہ موجدوں کے ذمہ ہوگا ہم بری ہیں عاملین کے گناہون مین سے موجدیں کے
واسطے کچھ کم نہ کیا جائیگا اس حدیث کو مسلم نسائی ابن ماجہ نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے
باختصار قصہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ مین ایک آدمی نے سوال کیا قوم خاموش ہورہی پھر ایک شخص نے اسکو کچھ دیا۔ ۳۷
بس قوم نے بھی دیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے نیک طریقہ نکالا
بس لوگون نے اسکو دستور عمل اختیار کرلیا طریق نکالنے والے کو اوسکے اپنے عمل کا ثواب
ہوگا اور اون لوگون کے عمل کا بھی ثواب ہوگا جنھون نے اوسپر عمل کیا ہے بغیر اسکے کہ
اتباع کرنیوالے کے عمل سے کچھ کم کیا جائے اور جس شخص نے کوئی بُرا سلسلہ نکالا پھر اوسکا
اتباع کیا گیا اوسپر اپنے عمل کا وبال ہوگا اور اون لوگون کا جنھون نے اسکا اتباع کیا
بغیر اسکے کہ اتباع کرنیوالونکے گناہ سے کچھ کم ہو اسکو امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور
حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے اور ابن ماجہ نے اسکو ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کوئی جان ظلم سے قتل نہیں کی جاتی کہ اسکے خون مین حضرت آدم علیہ السلام کے
اول بیٹے قابیل پر حصہ نہ پڑتا ہو اسواسطے کہ وہ پہلا وہ شخص ہے کہ اوسنے ناحق قتل کا
طریق نکالا ہے۔ اسکو بخاری مسلم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت واثلۃ الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہین جناب نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کوئی اچھا طریق نکالا اوسکو اُسکا اجر پہنچتا رہیگا جب تک اوسپر عمل ہوتا رہیگا اوسکی زندگانی میں بھی اور بعد موت بھی جبتک اوسکو ترک نہ کیا جائے اور جس نے کوئی بُرا طریق نکالا اوسپر اوسکا گناہ جاری رہیگا یہانتک کہ وہ ترک کیا جائے اور جو شخص سرحدی محافظت کرتا ہوا مرا اوسکے لئے اوسکا عمل محافظت جاری رکھا جائیگا جبتک کہ وہ روز قیامت میں اٹھایا جائے (واللہ اعلم ممکن ہے کہ اوسکے یہ معنے ہون کہ جو شخص تلبیس شیطانی سے اپنے نفس کی حفاظت کرتا ہوا مرا اوسکا یہ عمل ہمیشہ جاری رکھا جائیگا یہانتک کہ وہ قیامت کو اٹھایا جائے اسکو طبرانی نے کبیر مین ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جس مین کوئی مذائقہ نہیں ہے۔

اور حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق ان امورات خیر کے خزانے ہیں اور اُن خزانونکی کنجیاں ہیں پس خوش نصیبی ہے اس بندہ کی کہ اللہ پاک اسکو خیر کی کنجی اور شر کا تالہ بنادے (یعنی ہر خیر کے جاری کرنے میں کوشاں ہو اور ہر شر کو بند کرے) اور بڑی خرابی اور بدنصیبی ہے اوس بندہ کی کہ شر کی کنجی ہو اور خیر کا تالا (واللہ اعلم مراد خیر سے ہر امر سنت اور شر سے بدعت مراد ہے اور اگر عام ہو تو اور بھی بہتر ہے کہ یہ دونون بھی اوس میں داخل ہونگے) اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے ایک قصہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہے کوئی بلانیوالا کسی چیز کی طرف لوگون کو ترغیب دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں کھڑا کیا جائیگا کہ اسکو اس کی ترغیب کی وجہ سے اوسکو وہ چمٹا ہوگا جسکی طرف وہ بلاتا تھا اگرچہ کسی آدمی نے ایک ہی آدمی کو بلایا ہو (مطلب یہ ہے کہ جس کسی نے جس چیز کی دُنیا میں ترویج کی ہوگی وہ بروز محشر اوسکے ساتھ ہوگی اور اسکا بدلا پائیگا خیر ہو یا شر) اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور اسکے راوی ثقہ ہیں۔

کتاب العلم

ترغیب علم کی اور اسکے سیکھنے سکھانیکی اور علما طلبا کی فضائل

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کے ساتھ اللہ تعالےٰ ارادہ خیر فرماتے ہیں اوسکو دین مین تفقہ یعنی سمجھ اور شان اجتہاد عنایت فرماتے ہین اس حدیث کو امام بخاری مسلم ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابو یعلےٰ نے یہ زیادہ بیان کیا ہے اور جسکو تفقہ اور سمجھ نہیں عنایت فرمائی اسکو شفا نہیں دی گئی اور طبرانی نے کبیر میں ان لفظون سے روایت کیا ہے۔ مین نے (یعنی معاویہ نے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے اے لوگو علم سیکھنے ہی سے ہے اور فقہ و دانائی حاصل کرنے ہی سے ہے (یعنی یہ نعمت قابل جد و جہد ہے) اور جسکے ساتھ اللہ تعالےٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اوسکو دین مین سمجھ دیتا ہے اور اللہ سے اوسکے بندوں میں سے علما ہی ڈرتے ہین اسکے اسناد میں ایک راوی ہے جسکا نام نہیں لیا گیا۔

۳۹

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے تھے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اوسکو دین میں فقیہ بنا دیتے ہیں اور اسکو رشد الہام فرما دیتے ہین (یعنی اسکے دلمیں حق ڈالدیتے ہین اسکو بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اسمیں کچھ باس نہین ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام عبادتون میں افضل فقہ ہے اور دین میں افضل تقویٰ ہے اسکو طبرانی نے اپنی تینون سندون میں روایت کیا ہے اور اسکی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہیں

اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم کا فضل عبادت کے فضل سے بہتر ہے اور تمہارے دین مین بہترین تقوی ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جناب فرماتے تھے تھوڑا علم بہتر ہے عبادت کثیر سے مرد کی کافی فقیہی ہے جبکہ خدا کی عبادت کرے اور مرد کی کافی جہالت ہے جبکہ خود رائی پسند کرے (یعنی خدا کی عبادت اور تابعداری مرد کے فقیہ ہونے کی کافی دلیل ہے اور اسکی خودرائی اسکی جہالت کی کافی دلیل ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

فصل

۴۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مومن سے کوئی مصیبت دنیوی دُور کی اللہ تعالےٰ اوس سے بروز قیامت آخرت کے مصائب میں سے کوئی بڑی مصیبت دُور فرمائینگے اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں اوسکی پردہ پوشی فرمائینگے اور جو کوئی کسی تنگدست پر سہولت کرے گا (مثلاً قرضدار تنگ دست کو وصولیابی مین نرمی برتے اور اوسکی کشائش میں مہلت دے یا معاف کر دے) اللہ تعالےٰ اوسپر دنیا اور آخرت مین سہولت فرمائینگے۔ اور اللہ تعالےٰ بندہ کی مدد میں رہتا ہے جبتک کہ بندہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد مین رہتا ہے۔ اور جو شخص کسی راستہ کو چلا کہ اوس میں علم (دین) طلب کرتا ہے اوسکے صلہ میں اللہ تعالےٰ اوسپر جنت کا راستہ سہل فرمائینگے (اسمیں علاوہ طلبا کے وہ لوگ بھی داخل ہین جو مسئلہ دریافت کرنے یا وعظ سننے جاتے ہیں) اور نہین جمع ہوتی کوئی قوم کسی گھر مین اللہ کے گھرون میں سے کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہوں اور درس تدریس کرتے ہون۔ مگر اون کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

تو خرابیوں کو چھوڑنا کچھ مشکل نہین بعض مسجدیں ایسی بھی ہیں کہ اونمین مٹھائی چندہ سے نہیں بانٹی جاتی بلکہ خوشحال آدمی اپنے اپنے طور پر بانٹتے ہیں لیکن وہان دوسری خرابیاں ہوتی ہین جیسے دکھاوٹ اور شہرت نام وغیرہ کے لئے بانٹنا اور ہر طور پر بچون اور بے نمازیوں کے جھگڑے سے مسجد کی بے ادبی ہونا اس قسم کی بہت سی خرابیاں ہین عقلمند آدمی اونکو خود ہی سمجھہ سکتا ہے۔ ایک مرتبہ بریلی مین قرآن سُنانے کا اتفاق ہوگیا میرے بھائی نے مٹھائی بانٹنے کے لئے کہا مین نے منع کیا لیکن اُنھون نے کہا کیا حرج ہے جب اونہون نے زیادہ کہا تو میں چُپ رہا اور سوچا کہ بہتر ہے یہ خود ان خرابیون کو دیکھہ لین۔ پس اونہون نے خود اپنے انتظام سے مٹھائی بانٹی لوگوں کے بے ڈھنگے پن کو دیکھکر وہ اسقدر پریشان ہوئے کہ مٹھائی بانٹنے سے تنگ آگئے تو خود کہا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک تھی واقعی یہ خرافات ہے بیکار کام کبھی نہ کرنے چاہئیں مگر افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ خرابیاں سمجھہ بھی جاتے ہیں لیکن پھر بھی اپنے اس بیہودہ کام سے نہیں رکتے۔ اس وعظ میں رمضان کے اخیر دس دن کے جو حکم بیان کئے گئے ان سب کو یاد رکھنا چاہیئے اور کوشش کرنا چاہیے کہ ان پر پورے طور سے عمل ہو جاوے اور خدا تعالے سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ توفیق عمل کی بخشیں ۞ ۱۷

سلسلہ تسہیل المواعظ کا آٹھوان وعظ مسمٰی بہ اخیر عشرہ کے احکام ختم ہوا۔

اور صفحہ ۱۱ سے سلسلہ مذکور کا نوان وعظ شروع ہے۔

MUSLIM ART STUDIO, DELHI.

سلسلہ تسہیل المواعظ کا نواں وعظ

مسمے بہ

صوم اور عید کی تکمیل

منتخب از کمال الصوم والعید وعظ ہفتم دعوات عبدیت

حصہ دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم۔ اما بعد فقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لشہر رمضان ھو شھر اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ اخرہ عتق من النیران (ترجمہ) فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے بارہ میں کہ وہ ایسا مہینہ ہے کہ اوسکا اول حصہ تو رحمۃ ہی اور درمیان کا حصہ گناہوں کی معافی ہے اور اخیر کا حصہ دوزخ سے نجات ہے۔ اسکے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) رمضان شریف کی خوبیان پہلے جمعہ میں پورے طور پر بیان ہوچکی ہیں۔ آج

صرف دو مضمون بیان کرنے ہیں ایک تو یہ کہ رمضان کے جو کچھ دن باقی رہگئے ہیں اونکے
بارہ مین کچھ بیان ہوگا۔ دوسرے کچھ عید کے بارہ مین بیان ہوگا اور چونکہ اس حدیث کو دونون
مضمونون سے تعلق ہے اسلئے اس حدیث کو بیان کے لئے اختیار کیا گیا یہ حدیث ایک بہت
بڑی حدیث کا ٹکڑہ ہے جسکو حضور نے شعبان کے مہینہ مین آخری جمعہ کے خطبہ مین پڑہا تھا۔
اوراس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ مین ایک
خاص خطبہ پڑہا جو کہ اور جمعون میں نہ پڑہتے تھے۔ مسلمانون سے تعجب ہے کہ اوہنون نے
اس خطبہ پر توجہ نہ کی اور شعبان کے آخری جمعہ کے لئے اسکو ضروری نہ رکھا جس سے سنت کی
پابندی ہوتی۔ بلکہ اسکے بدلے رمضان کے آخری جمعہ کے لئے ایک خاص خطبہ تراش لیا اور اوسکا
نام خطبۃ الوداع رکھا۔ جسکا کہیں حدیث میں پتہ تک نہ تھا اور پھر اسکی اسقدر پابندی کرلی کہ اگر
وہ خطبہ نہ پڑہا جائے تو سمجھتے ہیں کہ جمعہ ہی ٹھیک نہوا اتو خیر اسکی پابندی کچھ پہلے سے کم بھی
ہوگئی مگر پھر بھی بہت سے لوگ اس خیال کے موجود ہین کہ وہ اس الوداعی خطبہ کو رمضان کے
اخیر جمعہ کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

(۲) آجکل عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بچونکو عیدگاہ میں لیجانیکا رواج ہوگیا ہے جسکو
دیکھو وہ اپنے ساتھ ایک دم چھلا ضرور لئے ہوئے ہے اور تعجب تو یہ ہی کہ ہر سال اسکی وجہ
سے تکلیف اٹھاتے ہین مگر پھر بھی لوگونکو ذرا ہوش نہیں آتا شاید کوئی سال ایسا ہوتا ہو۔
کہ بچے عیدگاہ مین جاکر خاص نماز کے وقت رونا بسورنا نہ شروع کرتے ہون بلکہ ایک دو تو اونمین
سے ہگ موت بھی دیتے ہیں۔ خود میرے سامنے کا قصہ ہے کہ میری طالب علمی کے زمانہ مین
میرا ایک رشتہ دار جسکی عمر بہت کم تھی عیدگاہ میں والد صاحب کے ساتھ گیا اور اس نے نماز
کے وقت پاخانہ پھرنے کے لئے کہا اوسکی اس فرمایش کو سنکر بہت پریشانی ہوئی اول تو خاص
نماز کا وقت دوسرے میرٹھ کی عیدگاہ جسمیں ہزارون آدمیون کا جھگمٹا کہین قریب ایسا جنگل
بھی نہیں تھا جسمین اوسکو بٹھلا دیا جاتا آخر یہ رائے ہوئی کہ ایک حلوائی کو چار آنے دیئے
گئے اوسنے اپنے تخت کے نیچے اوسکو بٹھلا لیا چارون طرف سے کپڑا لٹکا ہوا تھا۔ اوپر
رنگ برنگ کی مٹھائی اور اندر یہ تحفہ بھرا ہوا تھا۔ یہاں سے ایک نصیحت کی بات خیال میں

آخری جمعہ کو خطبۃ الوداع کا ضروری سمجھنا

۲

عیدگاہ میں بچونکو لیجانا اور اوسکا نقصان

آئی کہ یہی حالت ہم لوگون کی ہے کہ اوس مٹھائی کیطرح ہمارا ظاہر تو خوب رونق دار سجا ہوا اور چکنا چپڑا رہتا ہے لیکن ہمارے باطن کی یہ حالت ہے کہ جیسا مرغی کا گوہ کہ بیہودہ خیالون سے بھرا ہوا ہے صورت تو ایسی ہے کہ دیکھنے والون کو یون معلوم ہوتا ہے کہ اگر وحی ختم نہو چکتی تو حضرت جبریل انہیں کے پاس آتے اور دل کی یہ حالت کہ شیطان کے بھی شیطان ہیں۔

(۳) جماعت سے نماز پڑھنے میں ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ سب کی نمازیں اکھٹی ہو کر سرکار مین پیش ہونگی اگر کوئی بھی قبول ہونے کے لایق ہوئی تو اسکی برکت سے سبکی نمازین قبول ہو جاوینگی انہیں خوبیونکی وجہ سے تو جماعت کی ہم کو بہت تاکید کیگئی ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ اگر کسیکا تنہا نماز پڑھنے میں خیال نہ بٹے اور جماعت سے پڑھنے مین خیال بٹے اور طرح طرح کے وسوسے دلمیں آئیں تب بھی اس شخص کو جماعت سے ہی پڑھنی چاہیئے اگر وسوسے دلمیں آئیں تو آیا کریں شرع و نیز وسوسون کے روک تھام کرنیکی اتنی تاکید نہیں کی کہ اوسکی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں

(۴) بعض لوگ بدعتون میں مصلحتیں بیان کیا کرتے ہیں حالانکہ مصلحت سمجھنا ہر ایک کا کام نہین ہے یہ تو اوسکا کام ہے جسکو ظاہری علم بھی ہو اور خداوندی مدد بھی اوسکے ساتھ ہو اور اوسکی پہچان یہ ہے کہ عالمون نے بھی اوسکی رائے کو مان لیا ہو اور مولویوں کا گروہ اوسکی طرف جھکا ہوا ہو دیکھ لیجئے کہ بعض لوگ جمعہ کی نسبت یون کہتے ہیں کہ جمعہ اگرچہ گاؤن مین صحیح نہیں ہوتا لیکن نہ پڑھنے سے تو پڑھنا ہر طرح اچھا ہے دیکھا آپ نے کہ اپنی رائے کو دخل دیکر کسقدر بڑی غلطی کی ہے میں نے جواب دیا کہ اگر یہی بات ہے تو اچھا یہ تبلایئے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ بمبئی مین گو حج نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اگر کر لیا جائے تو نہ کرنے سے تو اچھا ہی ہے اسکا کیا جواب دوگے یہی کہوگے کہ اجی بمبئی حج کی جگہ نہیں ہے پس اسیطرح سمجھ لو کہ گاؤن بھی جمعہ کی جگہ نہیں۔ غرضکہ دین سمجھنے کے لئے بڑی عقل کی ضرورت ہے اسمین بھولا بھالا ہونے سے کام نہین چلتا اور یہی وجہ ہے کہ جتنے بھی نبی ہوئے وہ عقل مین کامل تھے کوئی نبی بھی بھولا بھالا نہین ہوا اکثر لوگ بزرگوں کی تعریف میں کہا کرتے ہیں کہ فلان بزرگ بہت بھولے ہیں یاد رکھو کہ اگرچہ بھولا ہونا بھی اچھا ہے کیونکہ اسکی وجہ سے آدمی بہت سے گناہون سے بچ جاتا ہے لیکن پھر بھی اسکی وجہ سے آدمی بہت سی خوبیوں سے محروم رہجاتا ہے۔ اسلئے کوئی نبی بھی بھولا نہین ہوا۔

ہمارے بھی نبی عقل میں کامل تھے اور حقیقت مین عقل ہے بھی ایسی ہی بڑی نعمت۔ میرے سامنے
ایک شخص نے ایک صوفی سے دریافت کیا کہ سالک کا مرتبہ بڑا ہے یا مجذوب کا اونہون نے
اوسکا عجیب جواب دیا مجھے وہ جواب بہت ہی پسند آیا۔ کہنے لگے کہ اتنا تو ہم جانتے ہیں کہ
عقل ایسی چیز ہے کہ دیکھو شراب پینے سے وہ جاتی رہتی ہے تو شریعت سے شراب پینے ہی کو
حرام کر دیا۔ اور ظاہر ہے کہ سالک کی عقل تو ٹھکانے رہتی ہے اور مجذوب عقل سے باہر ہوتا
ہے اب تم خود سمجھ لو کہ سالک کا رتبہ بڑا ہے یا مجذوب کا حضرت سیوطی کی ایک کتاب ہے اوسمیں
اونہون نے ایک حدیث لکھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر اوسوقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم قبر مین تن تنہا رکھے
جاؤ گے اور دو فرشتے عجیب صورت کے آکر تم سے سوال کرینگے کہ خدا کو ایک جانتے تھے یا
نہیں اور نبی پر ایمان لائے تھے یا نہین حضرت عمر نے عرض کیا اور کسقدر پیارا جواب عرض کیا۔ اگر
وہ بھی یہ جواب نہ دیتے تو کون دیتا عرض کیا کہ حضورؐ یہ تو فرمایئے کہ اسوقت ہماری عقل بھی ٹھکانے
رہیگی یا نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہان عقل باقی رہیگی بلکہ اور بڑھ جاویگی حضرت نے عرض کیا کہ اگر
عقل باقی رہی تو کوئی خوف کی بات نہین خدا نے چاہا تو سب معاملہ درست ہو جاویگا دیکھئے کہ یہ
حضرات صحابہ عقل کی کسقدر عزت کرتے تھے اور اسکو کتنی بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ ایک ہم لوگ
ہین کہ عقل جاتے رہنے کو بزرگی کی علامت سمجھتے ہیں اسپر ایک قصہ یاد آگیا گو مین نے کبھی
کتاب میں نہیں دیکھا ممکن ہے کہ غلط ہو لیکن اوسکے غلط ہونے سے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیونکہ
ہم اپنے مضمون کو حدیث سے ثابت کر چکے ہین خیر قصہ یہ ہے کہ حضرت رابعہؒ کو جسوقت دفن کیا
تو موافق قاعدہ کے فرشتون نے آکر سوال کیا تو حضرت رابعہ نہایت اطمینان سے جواب دیتی ہین
کہ بھلا جس خدا کو میں نے عمر بھر یاد رکھا اوسے گز بھر زمین کے نیچے آکر کیسے بھول جاونگی تم
اپنی تو خبر لو کہ تم کتنی بڑی دور سے راستہ چلکر آئے ہو کیا تم کو بھی خدا یاد ہے کہ نہیں سبحان اللہ
بزرگون کو بھی کسقدر اطمینان ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اونکی عقل باقی رہتی ہے اس لئے
اُس صوفی نے یہ کہا کہ بھائی سالک کا مرتبہ بڑا ہے کیونکہ اوسکی عقل باقی رہتی ہے جسکی بدولت
اسکو سیکڑون مصیبتون سے نجات ہوتی ہے۔

بیہوش ہونا کوئی بڑا کمال نہیں

سالک بوجہ بقاء عقل کے مجذوب سے افضل ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکایت

قصہ حضرت رابعہ بصریہ

(۵) حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے اللہ تعالے نے فرمایا کہ فلاں شہر کو الٹ دو حضرت جبریل نے عرض کیا کہ اے اللہ اس شہر میں فلاں شخص بھی رہتا ہے جسنے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ کیا اوسکو بھی سب کے ساتھ اولٹ دون فرمایا ہاں اوسکو بھی اولٹ دو کیونکہ وہ دوسرونکو گناہ کرتے دیکھتا تھا لیکن اسکو کبھی اون پر غصہ تک نہیں آیا۔ دیکھیے یہ شخص ظاہر مین ایسا بزرگ تھا کہ حضرت جبریل کو بھی دہوکہ ہوگیا لیکن حقیقت میں ایک بہت بڑے گناہ میں پہنسا ہوا تھا کہ اوسکو خدا تعالے اور اوسکے حکمون کے ساتھ ذرا بھی محبت کا جوش نہ تھا ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا اور رسول کی محبت ہو اور پھر لوگونکو اونکے حکم کے خلاف کرتے دیکھے اور غصہ نہ آئے آجکل اگر کسی دیندار کو لوگون کی کسی بیہودہ باتوں پر غصہ آتا ہے تو اوسے بدمزاج تبلاتے ہیں بلکہ اوسکو راے دیتے ہین کہ صاحب نرمی سے جواب دینا چاہیے تھا مگر میں کہتا ہون کہ اگر کسی شخص سے یہ کہا جاوے کہ ہم نے تمہاری مان کو بازار مین اسطرح بیٹھے ہوئے دیکھا کہ کسبیون کے سے کام کر رہی تھی تو کیا اس شخص کو غصہ نہ آویگا اور کیا ان باتون کو ٹھنڈے دل سے سُن لیگا اور کہنے والے سے لڑنے مرنے کو تیار نہو جاویگا۔ اور کیا اوسکو بھی یہی راے دیجاویگی کہ نرمی سے جواب دے ہرگز نہیں مگر مولویوں پر اعتراض ہے کہ یہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور انکی ناک پر غصہ دہرا رہتا ہے۔ لیکن صاحبو ذرا غور کیجئے اور انصاف سے کام لیجئے۔ کہ کوئی مولوی بھی سیدھی بات پر خفا نہیں ہوتا نہ کسی مولوی کی ناک پر غصہ دہرا رہتا ہے۔ اگر پوچھنے کی طرح اپنے پوچھیں اور بات کرنے کی طرح اپنے بات کریں تو ہرگز کبھی کوئی مولوی خفا نہو ہان جب اونکے سامنے خدا اور رسول کے حکمون پر اعتراض کرتے ہین تو ضرور وہ غصہ سے بے قابو ہو جاتے ہیں اور یہ غصہ کچھ بُرا نہیں یہ تو دین کی حمایت ہے صاحبو کیا شریعت کے حکمون کی اتنی بھی بڑائی اور محبت دلمیں نہ ہو جتنی کہ اپنی مان کی ہے کہ مان کے حق میں تو بے غیرتی کی بات سُنکر قابو سے باہر ہو جائے اور اپنے آپے میں نہ رہے اور شریعت کی ہتک دیکھکر اوسکو غصہ بھی نہ آجاوے کسقدر بے انصافی ہے جن لوگون کو غصہ نہیں آتا اون کے دلمیں شریعت کی محبت اور قدر ہی نہیں۔ اول اپنے دلمیں شریعت کی محبت پیدا کرو پھر بھی اگر یہ حالت رہے تو جانیں۔ صاحبو صرف زبانی باتیں سُنکر سمجھ میں نہیں آسکتا کہ ایسی محبت

کیونکر ہو جاتی ہے جس سے اسقدر غیرت بڑہجاتی ہے کہ شریعت کی بے ادبی دیکھہ نہیں سکتے۔ بات یہ ہے کہ اپنے اوپر یہ حالت گذری نہیں صاحبو بزرگونکو تو اتنی غیرت ہوتی ہے کہ جو چیز بھی خدا اور رسول سے اونکا دل ہٹاتی ہے اوسکو وہ گمراہ کرنے والی سمجھتے ہیں۔ حضرت طلحہؓ کا قصہ ہے کہ وہ اپنے باغ مین نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک جانور اوسمیں اڑکر آگیا باغ بہت گنجان تھا باہر نکل جانے کے لئے اوسکو کوئی راستہ نہ ملا پریشان اودہر اودہر اڑتا پھرنے لگا اوسکی یہ حالت دیکھکر حضرت طلحہؓ کے دلمیں ایک قسم کی خوشی پیدا ہوئی کہ میرا باغ کسقدر گنجان ہے اور درخت آپسمین کسقدر ملے ہوئے ہیں کہ کوئی جانور آسانی سے اڑکر نکل بھی نہیں سکتا یہ خیال آنے کو تو آگیا مگر اسکے ساتھ ہی چونک پڑے اور دل میں سوچنے لگے کہ ہائیں اے طلحہؓ تیرے دل مین مال کی یہ محبت کہ نماز میں بھی تیرا اوسکی طرف خیال گیا آخر نماز کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور میرے باغ نے تو آج نماز ہی کی حالت میں مجھے اپنی طرف مشغول کرلیا اور میرے دل کو خدا کی طرف سے ہٹا دیا اسوجہ سے میں اوسکو اپنے پاس ہی نہیں رکھنا چاہتا اور اپنی اس خطا کو معاف کرانے کے لئے اس باغ ہی کو خدا کی راہ میں دیئے دیتا ہوں آخرکار اوسکو خدا ہی کی راہ میں دیدیا۔ جب دلکو اطمینان ہوا۔ ان بزرگون کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر شیطان کے وسوسہ سے کچھ بھی اونکے دل کو دنیا کی طرف رغبت ہوجاتی ہے تو فوراً ہی خبردار ہوجاتے ہین اور ایسا رنج ہوتا ہے جیسے تمام دنیا کی بادشاہت ہاتھ سے نکل گئی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بادشاہی جاتے رہنے سے بھی اتنی تکلیف نہیں ہوتی جو ان حضرات کو دنیا کی طرف تھوڑی سی رغبت ہوجانے سے تکلیف ہوتی ہے شاید لوگون کو تعجب ہو کہ ذرا سا خیال آجانے سے اونہیں اتنا رنج کیون ہوا تو سمجھ لو کہ اونکے نزدیک خدا تعالے میں مشغول رہنا اتنا قیمتی ہے کہ دنیا کی اوسکے سامنے کچھ بھی ہستی نہین بلکہ اونکو جنت بھی صرف اسی وجہ سے پسند ہے کہ وہاں ہمیشہ کیلئے خدا تعالیٰ کی رضامندی نصیب ہوگی ورنہ اونکو جنت کی بھی کچھ پروا نہ ہوتی بلکہ اونہیں تو اپنے محبوب سے غرض ہے جنگل مین اگر محبوب کا ساتھ ہو جاوے تو وہ ہزار بستیوں سے اونکے نزدیک بڑھکر ہے۔

حضرت طلحہؓ کی غیرت کا واقعہ

حضرت ثوبانؓ کی حکایت

(۶) حدیث شریف مین ہے کہ ایک صحابی تھے اونکا نام حضرت ثوبان تھا وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اگر ہم جنت میں گئے بھی تو ہمکو وہ درجہ تو نصیب ہو نہیں سکتا جو درجہ آپکا ہوگا اور جب ہم آپ کے درجہ تک نہ پہونچ سکیں گے تو پھر آپکو دیکھ بھی نہ سکیں گے اور جب آپ کو دیکھ بھی نہ سکیں گے تو ہم جنت کو لیکر کیا کرینگے حضور سُنکر چپ ہوگئے اسیوقت وحی آئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو خدا اور رسول کی تابعداری کریگا وہ بھی نبیوں کے ساتھ ہوگا تب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکی تسلی کی کہ میرے دیکھنے اور ملاقات کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ میرا ہی درجہ نصیب ہو تو دیکھ سکو ورنہ نہیں بلکہ دیکھنے اور ملاقات کرنے کے لئے تو صرف محبت اور تابعداری ہی کی ضرورت ہے اور جسکو یہ بات نصیب ہے اوسے دیکھنے اور ملاقات کرنے سے کچھ روک ٹوک نہیں ہوگی یون سمجھ لیجئے کہ جیسے بادشاہ کے دربار میں خدمتگار خدمت کے لئے امیرون سے پہلے پہونچتا ہے حالانکہ کہان بادشاہ کا مرتبہ اور کہان بیچارہ خدمتگار۔

۷

غیرت کا مقتضا محبوب کے
غیر کو برداشت نہ کرنا

(۷) سوان حضرات کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اونکے نزدیک اللہ پاک کی رضامندی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے مقابلہ میں دونون جہان کی بھی کچھ ہستی نہیں غیرت اور محبت کی تو خاصیت ہی یہ ہے کہ جب یہ بڑھجاتی ہے تو سب کچھ چھوٹ جاتا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے غیرت ہی میں بادشاہت ہی چھوڑدی اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ ایک حالت مین دو طرف توجہ کرنی پڑتی ہے اور یہ ہو نہیں سکتا اسواسطے ایک طرف کی توجہ کو چھوڑنا پڑتا ہے اور خدا تعالے کی طرف توجہ رکھنا انہیں ضروری ہوتی ہے اوسکو تو چھوڑ نہیں سکتے۔ پس دنیا ہی پر لات مار دیتے ہین غرضکہ جنکو اللہ پاک سے محبت ہوتی ہے اونکو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ سوائے اونکے اور کسی مین مشغول ہون اور اسی غیرت کی وجہ سے اونمیں دین کا جوش پیدا ہوتا ہے جسکو لوگ کہتے ہیں کہ اُنکی ناک پر غصہ دہرا رہتا ہے حالانکہ یہ ایسی چیز ہے کہ دیکھو اوس شخص کے اندر جسکو حضرت جبرئیل نے نیک سمجھا تھا اسی غصہ کی تو کمی تھی پھر کیا نتیجہ ہوا کہ جہان اور گنہگار اولٹ دیئے گئے وہان اوسکے لئے بھی حکم ہوگیا کہ ہاں اسکو بھی اونکے ساتھ ہی اولٹ دو حالانکہ اسکی اور سب باتیں اچھی تھیں۔

(۴) جو لوگ عقل پوری رکھتے ہین ہدایت کا کام اونہین کے سپرد ہوتا ہے اور جن بزرگون کو ہدایت کے کام سے کچھ تعلق نہین البتہ وہ بھولے بھالے بھی ہوتے ہیں کیونکہ وہ نہین صرف اپنا ہی درست کرنا ہوتا ہے اور اسکے لئے جتنی اپنی عقل ہے اسیقدر درستی کا بھی اونکو حکم ہوتا ہے خلاصہ یہ ہوا کہ جن بزرگون کو ہدایت کا کام سپرد ہوتا ہے جیسے کہ نبی وہ تو بھولے بھالے نہین ہوتے بلکہ بڑے عقلمند ہوتے ہیں اور یہی کامل بھی ہین اور جن بزرگون کو ہدایت کے کام سے کچھ تعلق نہین ہوتا یہ لوگ البتہ بھولے بھالے ہوتے ہیں اسلئے بعضوں نے کہا ہے کہ انسان چار قسم کے ہیں ایک وہ جنکو دین کی عقل بھی ہے اور دنیا کی بھی جیسے انبیاء اور وہ عالم جو اونکے نائب ہیں اور ہدایت کا کام اونکے سپرد ہے دوسرے وہ جنکو دین کی عقل ہے اور دنیا کی نہین جیسے بھولے بھالے بزرگ۔ تیسرے وہ جنکو دین کی عقل نہیں ہے اور دُنیا کی عقل ہے جیسے عقلمند کافر۔ چوتھے وہ جنکو نہ دُنیا کی عقل ہے نہ دین کی جیسے بیوقوف کافر۔ غرض نبی اور اونکے نائب علماء عقل مین پورے ہوتے ہین گو تجربہ مین کم ہون کیونکہ وہ دنیاوی کامون مین تو پھنسے نہیں رہتے جس سے تجربہ بھی زیادہ ہوتا۔ بعض لوگون نے عجب خلط ملط کر دیا ہے کہ عقل اور تجربہ کو ایک چیز سمجھتے ہیں ان دونون میں فرق نہیں کرتے اور جب عالمونکو تجربہ کار نہیں دیکھتے تو اونکو کم عقل اور بیوقوف سمجھتے ہین حالانکہ تجربہ دوسری چیز ہے اور عقل دوسری چیز ہے اسیطرح جن قومون کو صنعت اور کاریگری اچھی آتی ہے اونکو لوگ کہتے ہیں کہ بڑے عقلمند ہین حالانکہ اونکو ایک کام مین تجربہ ہوگیا ہے اسلئے اونہیں کاریگر کہنا چاہیئے نہ کہ عقلمند کاریگر ہونا اور چیز ہے اور عقلمند ہونا اور چیز ہے اگر ہم مثلاً افلاطون کو ایک جولاہے کے گھر لیجائین اور اوسکی کارگہ میں بٹھا دیں اور کہیں کہ ایک تھان تنزیب بنو تو وہ ہرگز نہ بن سکے گا۔ اور جولاہہ عمدہ سے عمدہ بن دیگا کیا اس وجہ سے اس جولاہہ کو افلاطون سے زیادہ عقلمند کہنے لگیں گے ہرگز نہیں ہان یہ کہیں گے کہ افلاطون اس کام کو اتنا نہیں جانتا جتنا کہ یہ جولاہا جانتا ہے۔ پس عالم خواہ تجربہ کار نہون مگر پورے عقلمند ہوتے ہیں اور یہی انبیا کے نائب ہوتے ہیں مخلوق کو ہدایت کرنا انکا منصب ہوتا ہے۔ پس دین کے حکموں میں کسی کو ان کے خلاف کرنے کا حق نہیں۔

عقل کے اعتبار سے انسان کی چار قسمیں ہیں ۸

(باقی آئندہ)

شلاً رہزنوں کی دہشت سے منکر و نکیر کے سوال کی دہشت یاد کرنا چاہیئے اور جنگل کے درندوں سے قبر کے سانپ بچھو اور کیڑوں کا دھیان کرو اور اپنے گھر بار اور اقارب کے علیحدہ ہونیسے قبر کی وحشت اور سختی اور تنہائی کو سوچو۔

محرم پر جنایات کے بدلہ مین کفارہ لازم ہونے کی وجہ

حج کے تمام افعال عاشقانہ رنگ کے آداب ہین جو عاشقان الٰہی کے لئے اپنے معشوق حقیقی کے گھر کے پاس بجالانے کے لئے موضوع ہیں پس جو شخص ان آداب پسندیدہ معشوق کے برخلاف کوئی حرکت کرے اسپر عاشقانہ ادب کو چھوڑنے اور اپنے معشوق کے آگے خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے کفارہ دینا لازم ہوا لہذا محرم اگر اپنے کسی اندام کو خوشبو لگاوے تو اسکو صدقہ دینا چاہیئے اور اگر ایک دن کامل سیا ہوا کپڑا پہنے یا اپنے سر کو ڈھانپے تو اسپر قربانی واجب ہوتی ہے اور اگر اس سے کم مدت میں یہ فعل کیا ہو تو صدقہ دینا چاہیئے اور اگر اپنے سر کا چوتھائی یا زیادہ منڈواوے تو اسپر قربانی لازم آتی ہے اور اس سے کم کے لئے صدقہ دینا چاہیئے۔ اور ایسا ہی ناخن کٹوانے کے باب مین ہے تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ ان حرکات کو عاشقانہ نیاز و خستگی و شکستگی کے برخلاف شمار کیا جاتا ہے کیونکہ خوشبو ملنا اور سیئے ہوئے کپڑے پہننا اور سر منڈوانا اور ناخن کٹوانا زیب و زینت کے اسباب اور حظوظ نفسانی و خود آرائی کی صورتیں ہیں اور یہ تمام حرکات عاشقانہ نیاز کے برخلاف اور معشوق حقیقی کی نظر مین بحالت احرام ناپسندیدہ ہیں لہذا ان مخالفانہ حرکات کے تدارک کے لئے کفارات مقرر ہوئے ۵

ترک خوبی می کناند خوب تر ٭ عشق را در مان بود عشق دگر
ہر کہ ترک خود کند یابد خدا ٭ چیست وصل از نفس خود گشتن خدا
لیک ترک نفس کے آسان بود ٭ مردن واز خود شدن یکسان بود
ہست آن عالی جنابے بس بلند ٭ بہر وصلش شورہا باید فگند۔

زیب و زینت و آرائش اور ننگ و ناموس کے سامان و اسباب حالت عشق و فریفتگی کے نقیض و ضد اور ایک قسم کی تصنع و تکلف پر دال ہیں ان سب کو بحالت احرام ترک یعنی

کوچہ محبوب مین گشت کرنے کے وقت ترک کرنا مناسب ہو اور محب صادق و عاشق خالص کو وہ آداب و طریقے اختیار کرنے ضروری ٹھیرے جو کوچۂ محبوب مین پہنچنے کے وقت معشوق حقیقی کی نظر التفات و توجہ رحمت کے جاذب ہون چنانچہ ایک عاشق صادق کا ترانہ اسی حالت و رنگ کو ظاہر کرتا ہے ؎

ننگ و نام عزت و نیاز و امان رنجیم ❊ یار آمیز و مگر با ما بخاک آمیختم
دل براد یم از کف و جان در رہش انداختیم ❊ وز پئے وصل نگارے حیلہا انگیختم

بحالت احرام اپنی عورت سے جماع کرنیسے حج فاسد ہونیکی وجہ

دنیا کے تمام لذائذ و مرغوبات مین جماع سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے مگر حج مین ساری لذات کو چھوڑنا پڑتا ہے کیونکہ حج کی تمام صورتیں اسکے برخلاف ہوتی ہین حج مین عاشقانہ طرز و وضع اختیار کیجاتی ہے جس میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معشوق حقیقی و محبوب ابدی کے سوائے تمام لذات و مرغوبات کو مین نے ترک کر دیا پس جو شخص باوجود اس دعوے کے جماع جیسے لذیذ ترین فعل کا ارتکاب بحالت احرام حج کرے وہ اپنے دعوے مین جھوٹا ٹھیرتا ہے لہذا اسکا حج فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ وہ عاشقان صادق کے زمرہ مین شمار نہیں ہوتا بلکہ خائن ؎

۳۸

ہر کہ بیباکی کند در راہ دوست ❊ راہزن مردان شد و نامرد اوست

دراصل بات یہ ہے کہ بعض عبادات مین حلال اشیاء بھی حرام ہو جاتی ہین کیونکہ وہ ان عبادات کے لئے مخل و مفسد ہوتی ہیں جیسے کلام کرنا یا کھانا پینا منع نہیں ہے مگر نماز میں حرام ہے ایسا ہی اپنی عورت سے مباشرت کرنا یا کھانا پینا منع نہیں ہے مگر بحالت روزہ یہ افعال حرام ہیں کیونکہ یہ افعال ان عبادات کے لئے ناقص ہین پس ایسا ہی حج کے لئے بعض محظورات مین جن سے حج فاسد ہو جاتا ہے اور حج ان سے اسلئے فاسد ہوتا ہے کہ ان امور کی اوضاع افعال حج کے ضد ہین اگر حج میں ایسے امور جائز ہوتے تو افعال حج ایک کھیل سا ہوتا۔

چیل، کوے، بچھو، سانپ، چوہے، بھیڑئے، سگ دیوانہ، کو حرم مین مارڈالنا جائز ہونے کی وجہ

یہ جانور موذی وضرر رسان اور عاشقان الٰہی کو گزند پہنچانے والے اور کوچہ محبوب سے مانع ہوتے ہین لہذا محبوب حقیقی خداوند تعالےٰ کی نظر مین اسی وجہ سے مبغوض وممقوت ٹہیرے کہ اسکے عاشقون کو اسکے کوچے سے مانع ہوتے ہیں اور یہ امر اسکو ناپسند ہے پس جو امر محبوب حقیقی کی نظر مین مبغوض ہو بالضرور اسکے عاشقون اور محبون کی نظر میں بھی وہ مبغوض ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ان جانورون کو محرم مین مارڈالے تو اسپر کوئی تاوان انکے بدلہ مین دینا لازم نہیں ہوتا بلکہ کار ثواب وموافق رضا محبوب ہے۔

بحالت احرام حج سب وشتم وجنگ وجدال منع ہونے کی وجہ

حجاج بمنزلہ عاشقان وکوچہ گردان محبوب ہوتے ہین پس جو شخص عاشقان الٰہی کو سب وشتم کرے اور ان سے لڑے بھڑے وہ خدا کا مبغوض وممقوت ٹھیرتا ہے اور ایسا ہی جو حاجی دوسرے حاجیوں سے لڑے اور ان کو سب وشتم کرے وہ زمرہ عاشقان الٰہی سے خارج ہوجاتا ہے۔ کیونکہ لڑنا بھڑنا اکثر ننگ وناموس وعزت وجستجوئے آرام وتن پروری کے لئے ہوتا ہے۔ سو ایسا شخص دووجہ سے زمرہ عشاق سے خارج ہوجاتا ہے ایک تو یہ کہ وہ عاشقان الٰہی کو ایذادہ ہوا دوسرا یہ کہ وہ اپنی عزت وننگ وناموس وآرام کا طالب اور محبوب حقیقی سے غافل ہوا یہی وجہ ہے کہ بعض حاجی وہاں جاکر بعض ایسے امور کے مرتکب ہونے سے سخت دل ہوکر واپس آتے ہین کیونکہ وہ کوچہ محبوب حقیقی مین جاکر شرائط عاشقانہ کو توڑکر اسکی نظر سے گرجاتے ہیں اسلئے اسنے ایسے محظورات کو جو اس محبوب ازلی کی نظر میں مبغوض ممقوت تھے پہلے ہی بتادیئے کہ مبادا کوئی شخص بحالت عدم علم ان امور کا مرتکب ہوکر مبغوض ومردود

ٹھیر جائے چنانچہ وہ فرماتے ہیں الحج اشہر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق

ولا جدال فی الحج۔ ترجمہ یعنی حج کے مہینے معلوم و مشہور ہین پس جو شخص ان مہینون مین اپنے اوپر حج کرنا ٹھیرا لے اسکو چاہیئے کہ حج مین جماع و محرکات جماع کا مرتکب نہ ہو اور کسیکو گالی نہ دے اور جھگڑا نہ کرے۔

برکات حج

حج کے برکات مین سے ایک یہ تعلیم ہے جو اسکے ارکان سے حاصل ہوتی ہے کہ اسمین انسان کو عملی صورت مین اختیار رسادگی و ترک تکلفات اور کبر کو چھوڑنے کا سبق دیا جاتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حج کے سارے ارکان کبر اور بڑائی کے بڑے دشمن ہین دور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے احباب و اقارب چھوٹ جاتے ہیں نفس پروری اور سستی و کسل کا استیصال ہوجاتا ہے سب سے بڑی یہ بات ہے کہ ہزار ہا سال سے انسان کے لئے خدا تعالےٰ کا ایک پاک معاہدہ چلا آتا ہے جسکا ایفا بذریعہ ادائے حج ہوجاتا ہے پس اسطرح سے اسمین ایفاء عہد کی بھی تعلیم ہے۔

۴۰

کتاب النکاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقاصد نکاح

خدا تعالےٰ قرآن کریم کے پارہ ۲۱ مین فرماتے ہیں خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔ ترجمہ یعنی خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے تم مین سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے آرام پکڑو اور تم میں دوستی و نرمی رکھدی اور فرمایا نساؤکم حرث لکم یعنی تمہاری عورتیں (تمہاری اولاد پیدا ہونے کے لئے) بمنزلہ تمہاری کھیتی کے ہیں اور فرمایا حافظات للغیب یعنی تمہاری بیویان تمہاری عدم موجودگی میں (تمہارے مال و عزت و دین کی) حفاظت کرنے والی ہیں۔

(۱) بی بی آرام اور سکون کے لئے بنائی گئی ہے اور غمگسار اور ہزاروں افکار میں آرام کا موجب ہے انسان میں طبعی طور پر دوستی اور محبت کرنا فطری امر ہے اور دوستی و محبت کیلئے بی بی عجیب و غریب چیز ہے عورت نازک بدن اور ضعیف الخلقت ہے اور بچوں کو جننے اور گھر کا انتظام رکھنے مین ذمہ دار اور ایک عظیم الشان بازو ہے پس اسکے متعلق رحم سے کام لو خدا تعالےٰ نے اسکو رحم کے لئے بنایا ہے اسکی غفلتوں اور فطرتی کمزوریوں پر چشم پوشی کرو۔

(۲) آدمیون مین قدرتی طور پر شہوت کا مادہ ہے قدرت نے اسکا محل بی بی ہی کو بنایا ہی خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ عورت کھیتی ہے اور بیج بونے کے قابل ہے جسطرح کھیت کا علاج معالجہ ضرور ہوا کرتا ہے اور اسمیں خاص غرض ہوا کرتی ہے اسی طرح عورت مین بھی خاص خاص اغراض ہیں جنسے متمتع ہونا چاہیئے۔

(۳) عورت ننگ و ناموس اور مال و اولاد کی محافظ اور مہتمم ہے۔

(۴) نیز قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی عفت پرہیزگاری و حفظ صحت و حفظ نسل کے لئے ہوتی ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتی یغنیھم اللہ من فضلہ۔ ترجمہ یعنی جو لوگ نکاح کی طاقت نہ رکھیں (جو کہ پرہیزگار رہنے کا اصل ذریعہ ہے) تو اونکو چاہیئے کہ اور تدبیروں سے طلب عفت کریں۔

۲۱

چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو نکاح کرنے پر قادر نہ ہو اسکے لئے پرہیزگار رہنے کی یہ تدبیر ہے کہ وہ روزہ رکھا کرے اور فرمایا اے نوجوانون کے گروہ جو کوئی تم میں سے نکاح کی قوت رکھتا ہو تو چاہیئے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور شرم کے اعضاء کو زنا وغیرہ سے بچاتا ہے ورنہ روزہ رکھو کہ وہ خصی کر دیتا ہے۔ شرح اسکی یہ ہے کہ جو خواہش مرد کے دل مین عورت کیطرف یا عورت کے دلمین مرد کی طرف ہے وہ تقاضائے فطرت انسانی ہے اور اس خواہش کو نکاح کے ذریعہ سے پورا کرنا انسان کے دل مین سچی محبت اور پاکیزگی کے خیالات کو پیدا کرتا ہے اور اسکا ناجائز تعلقات سے پورا کرنا انسان کو ناپاکی کی طرف لیجاتا ہے اور اسکے دل مین بدخیالات پیدا کر دیتا ہے۔ پس نکاح انسان کو پاکیزگی کی طرف لیجانے اور اسے ناپاکی سے دور رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ فطری خواہش جو مرد اور عورت کے دل میں ایک دوسرے کے لئے موجود ہے اسکو گندی یا ناپاک خواہش کے نام سے منسوب کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس خواہش کو فطرت انسان مین پیدا کرنے والا خود خدا تعالےٰ ہے اور اسی نے اپنی مصلحت اور حکمت سے بعض اغراض کے لئے اس خواہش کو انسان کے نفس میں مرکوز فرمایا ہے ہاں اسکا برا استعمال یعنی ناجائز طریقوں سے اسکا پورا کرنا بیشک انسان کو ناپاکی اور بدی کی طرف لیجانے والا ہے۔

الغرض نکاح کا بڑا مقصد وہی ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم مین ذکر فرمایا ہے۔ کہ پرہیزگاری ہی کی غرض سے نکاح کرو اور اولاد صالح طلب کرنے کے لئے دعا کرو جیسا کہ ارشاد ہے محصنین غیر مسافحین یعنی چاہیئے کہ تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تم تقوی اور پرہیزگاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض نطفہ نکالنا ہی تمہارا مطلب ہو اور فرمایا وابتغوا ما کتب اللہ لکم یعنی بی بی کی قربت سے اولاد کا قصد کرو جسکو اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے مقدر فرمایا ہے۔ نیز نکاح کرنے سے انسان پابند ہو جاتا ہے مستعدی کیساتھ کمانے کی فکر کرتا ہے اور بیجا کام کرنے سے ڈرتا رہتا ہے محبت حیا فرمانبرداری اسمیں پائی جاتی ہے وہ نہایت کفایت کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور بیشمار امراض سے بچا رہتا ہے۔

یہ امر مفید صحت اطمینان بخش راحت رسان سرور افزا کفایت آمیز ترقی زندگی دارین کا سبب ہے اخلاقی مذہبی نگاہ سے اس امر پر غور کروگے تو اسکو سراسر فائدوں سے معمور پاؤگے تمدن کے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نہیں حب الوطن کی یہی جڑ ہے اور ملک وقوم کے لئے اعلیٰ ترین خدمات میں سے ہے۔ بیماریوں سے بچانے اور صدہا امراض سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ ایک حکمی نسخہ ہے اگر یہ قانون الٰہی بنی آدم مین نافذ نہ ہوتا تو آج دنیا سنسان ہوتی۔ نہ کوئی مکان نہ کوئی باغ نہ کسی قوم کا نشان باقی رہتا۔

۴۲

وجوہ تعدد ازواج

(۱) منجملہ وجوہ تعدد ازواج سب سے مقدم حفظ تقوی یعنی پرہیزگار رہنا اور بدی سے

بچنا ہے تقوی ایک ایسی پیاری چیز ہے کہ اسکا خیال ہر انسان کو اور سب باتوں سے مقدم رکھنا چاہیئے قدرت نے بعض آدمیون کو معمولی آدمیون کی نسبت زیادہ قوی الشہوت بنایا ہے اور ایسے آدمیوں کے لئے ایک عورت کافی نہین ہوسکتی اور اگر انکو دوسرا یا تیسرا یا چوتھا نکاح کرنے سے روکا جاویگا تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تقوی کو چھوڑ کر بدکاری میں مبتلا ہوجائینگے زنا ایک ایسی بدکاری ہے جو انسان کے دل سے ہر ایک پاکیزگی اور طہارت کا خیال دور کردیتی ہے اور اسمین ایک خطرناک زہر پیدا کردیتی ہے اسلئے ان لوگون کے لئے جو قوی الشہوت ہیں ضرور کوئی ایسا علاج ہونا چاہیئے جس سے وہ زنا جیسی سیاہ کاری میں پڑنے سے بچے رہیں باقی رہا یہ امر کہ قوی الشہوت آدمیوں کو ایک سے زیادہ عورت کی حاجت پڑیگی یہ اظہر من الشمس ہے۔

(۲) عورت ہر وقت اس قابل نہیں ہوتی کہ خاوند اس سے ہمبستر ہوسکے کیونکہ اول تو لازمی طور پر ہر ایک عورت پر ہر ایک مہینہ مین کچھ دن ایسے آتے ہین یعنی ایام حیض جنمین مرد کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ دوسرے ایام حمل عورت کے لئے ایسے ہوتے ہیں خصوصاً اسکے پچھلے مہینے جنمین عورت کو اپنے اور اپنے جنین کی صحت کے لئے ضروری ہی کہ وہ مرد کی صحبت سے پرہیز کرے اور یہ صورت کئی ماہ تک رہتی ہے پھر جب وضع حمل ہوتا ہے تو پھر بھی کچھ مدت تک عورت کو مرد کی صحبت سے پرہیز کرنا لازمی ہے اب ان تمام اوقات میں عورت کیلئے تو یہ قدرتی موانع واقع ہوجاتے ہین مگر خاوند کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہوتا تو اب اگر کسی مرد کو غلبہ شہوت کا ان اوقات مین ہو تو بجز تعدد ازواج اسکا کیا علاج ہے ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ کثرت سے ایسے مرد ہیں جو ان وقتون مین دوسری عورت کرنے کے بغیر بھی تقوی کو قائم رکھہ سکتے ہین لیکن ساتھ ہی ہم یہ کہنے کو تیار ہین اور کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ دنیا میں قوی الشہوت آدمی بھی موجود ہین اور اس قوت کا زیادہ ہونا کسی صورت میں انکے لئے باعث الزام نہیں ہے پس اگر ان یا اس قسم کے اور وقفات میں دوسری عورت سے نکاح کی اجازت نہ دی جاوے تو پھر اس خواہش کے تقاضا کرنے کیلئے وہ ضرور ناجائز ذرائع استعمال کرینگے۔

۴۳

(۳) گرم ملکون مین عورتیں آٹھ نو یا دس سال کی عمر میں شادی کے قابل ہوجاتی ہیں اسلئے ان ممالک میں شادی کا زمانہ عمر کے لحاظ سے بچپن کا زمانہ ہوتا ہے بیس کی عمر مین وہ بوڑہی ہوجاتی ہین اسلئے عقل اور خوبصورتی دونون ایک وقت انکے اندر جمع ہوتین جب خوبصورتی کا یہ تقاضا ہوتا ہے۔ کہ عورت حکومت کرے اسوقت عقل اور تجربہ کا نہونا اس دعوی کا مانع ہوتا ہے اور جب عقل اور تجربہ حاصل ہوتا ہے توخوبصورتی نہیں رہتی اسلئے عورتوں کو لازمی طور پر ایک محکومی کی حالت مین رہنا پڑتا ہے کیونکہ عقل اور تجربہ بڑہاپے کے وقت وہ حکومت پیدا نہیں کرسکتی جو جوانی اور خوبصورتی مین کرسکتی تھی۔ پس ہر حال مین عورت بزبان حال اپنے ناکافی ہونے کا اقرار کرتی ہے کیونکہ مرد کو ان دو وصفوں کے جمع کرنے کی ضرورت قدرتی طور پر ہے اور کوئی ایک عورت ان دونون وصفون کی جامع نہیں اسلئے مرد اُس ضرورت کو دو عورتون کے جمع کرنے سے پوری کرتا ہے جن میں سے ایک میں حسن ہو اور ایک مین تجربہ تاکہ دونوں کے مجموعہ سے اسطرح منتفع ہو ایک اسکے نفس کو خوش کرے دوسری اسکی خدمت کرے اسلئے یہ ایک بالکل قدرتی امر ہے کہ ان ممالک میں تعدد ازدواج کا رواج ہو

(۴) ہر ملک مین مردون کی نسبت عورتوں کے قویٰ بڑہاپے سے جلدی متاثر ہوتے ہین پس جہان مرد کے قوی بالکل محفوظ ہون جیسا کہ وہ اکثر حالات مین ہوئے ہیں۔ اور عورت بوڑہی ہوچکی ہو دوسری عورت سے نکاح کرنا بعض حالات مین مرد کے لئے ایسا ہی ضروری ہوگا جیسا کہ پہلے کسی وقت پہلی عورت سے نکاح کرنا ضروری تھا پس جو قانون تعدد ازدواج سے روکتا ہے وہ مردونکو جنکے قوی خوش قسمتی سے بڑہاپے کی عمر تک محفوظ رہیں یہ راہ بتاتا ہے کہ وہ ان قوی کے تقاضہ کو زنا کے ذریعہ سے پورا کریں ایسا قانون عام انسانون کی حالتون کے مطابق کیونکر ہوسکتا ہے۔

(۵) مذکورہ بالا ضروریات تو مردونکی ہین مگر خود عورتون کو بعض وقت ایسی مجبوریاں آپڑتی ہین کہ اگر انکے لئے یہ راہ کہلی نہ رکھی جائے کہ وہ ایسے مردوں سے نکاح کریں جنکے گہرون میں پہلی عورتین موجود ہیں تو اسکا نتیجہ بدکاری ہوگا ایک ہی امر پر غور کرو کہ کس طرح ہر سال دنیا کے کسی نہ کسی حصہ مین لاکھون مردون کی جانیں لڑائیون مین تلف ہوجاتی ہیں

(باقی آئندہ)

توجسطرح کہ اوسکی آواز سے اوسکی حالت معلوم ہوجاتی ہے اسیطرح منافقین اور غیر مخلصین اور مدعیین کی باتوں سے اونکے قلب کی حالت روشن ہوجاتی ہے اور سارا امکر ظاہر ہوجاتا ہے اور رسوا ہوتے ہیں آگے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

چون حدیث امتحانے رونمود	یادم آمد قصۂ ہاروت زود
پیش ازین زان گفتہ بودم اندکے	خود چہ گویم از ہزار انش یکے
خواستم گفتن دران تحقیقہا	تاکنون وا ماندم از تعویقہا
گوش دل را یک نفس این سو بدار	تا بگویم با تو از اسرار یار
حملۂ دیگر زبیارش قلیل	گفتہ آید شرح یک جزوے زبیل
گوش کن ہاروت را ماروت را	اے غلام وچاکران ماروت را
مست بودند از تماشائے اِلٰہ	وز عجائبہائے استدراج شاہ
این چنین مستی ست ز استدراج حق	تاچہ مستیہا دہد معراج حق
دانۂ دامش چنین مستی نمود	خوان انعامش چہا وا اند کشود

۳۳

مست بودند و رہیدہ از کمند — ہائے و ہوئے عاشقانہ میزدند

یک کمین و امتحان در راہ بود — صرصرش چون کاہ کہ را می ربود

امتحان میکردشان زیر و زبر — کے بود سرمست را زینہا خبر

خندق و میدان بپیش او یکیست — چاہ و خندق پیش او خوش مسلکیست

جبکہ امتحان کی یہان تک نوبت پہونچی تو اسپر مجھے قصہ ہاروت و ماروت یاد آگیا اس سے
پیشتر بھی مین نے دفتر اول مین اسکو کسیقدر بیان کیا ہے اور اب بھی پورا تو کیا بیان کرسکتا
ہون ہزارون حصوں مین سے ایک حصہ بیان کرونگا میرا ارادہ تہا کہ اسمین تحقیقات عجیبہ بیان
کرون لیکن موانع کے سبب محذور رہا اب تم کو تھوڑی دیر کے واسطے اس طرف متوجہ ہونا ۳۴
چاہیئے تاکہ مین تجھے حق سبحانہ کے کچھ بہید ظاہر کرون دوسری بار بھی مین بہت نہ بیان
کرونگا بلکہ بہت تھوڑا سا بیان کرونگا اور گویا کہ ہاتھی کے ایک ذرا سے جزو کی تشریح کرونگا
اچھا اب تم قصہ ہاروت و ماروت سُنو وہ بظاہر تماشائے حق سبحانہ اور فی الحقیقت اس کے
عجائبات استدراج کے سبب مست تھے اور اس بظاہر مشاہدہ جمال حق اور بباطن استدراج
حق نے اون کو اس درجہ بیخود کر رکھا تھا کہ نفع وضرر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے حتی کہ حق سُبحانہ
کے مقابلہ میں دعوے عظمت کر بیٹھے اور یہ نہ سمجھہ سکے کہ اسکا انجام کیا ہوگا (یاد رکھو کہ یہ
وہ مستی نفسانی نہیں ہے جسکی فرشتون سے کلام اہل فن میں نفی کیگئی ہے بلکہ یہ قوی مدرکہ
کا ایک خاص امر میں انہماک اور ماسوی کی طرف عدم التفات ہے اور اسکی فرشتون سے
نفی کی کوئی وجہ نہیں) اس سے تم سمجھہ سکتے ہو کہ جب استدراج حق سے اس قسم کی مستی
اور انہماک حاصل ہو سکتا ہے تو قرب حق میں کیا کچھہ مستی نہ ہوگی اور جب جال میں ڈالے
ہوئے ایک دانہ نے ایسا مست کر دیا تو اوسکا خوان انعام کیا کچھ مستیوں کے دروازے

اسیر نہ کھویگا غرض کہ وہ مست اور اینک کمند امتحان سے آزاد تھے اور عاشقوں کی طرح ہا و ہو کرتے تھے یعنی محبت الہی کا دم بھرتے تھے لیکن راہ تقرب حق میں ایک سخت مہلکہ اور امتحان تہا جو اسقدر قوی تھا کہ اوسکی آندہی تنکے کی طرح پہاڑ کو اوڑا ئے دیتی تھی اور بڑے بڑے ارباب استقلال کے حوصلے اوس سے ٹکرانے اور اوسکا مقابلہ کرنے سے پست ہوتے تھے اور وہ امتحان اونکو تہ و بالا کر رہا تھا لیکن وہ تو مست تھے اونکو کیا تنبہ ہوتا مست کی تو حالت یہ ہوتی ہے کہ خندق اور میدان دونوں اوسکی نظر میں یکسان معلوم ہوتے ہیں۔ اور اوسکو تو کنوان اور خندق بھی عمدہ شاہراہ معلوم ہوتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل واقعہ سے اوسکی تصدیق ہوگی۔

۳۵

چون حدیث امتحان روئے نمود　　　　یادم آمد قصۂ ہاروت زود

یعنی جب امتحان کی بات آگئی تو مجھے قصہ ہاروت و ماروت کا یاد آگیا مولانا نے کچھ قصہ ہاروت و ماروت بنا بر علی المشہور دفتر اول کے اخیر میں بیان کیا ہے جو کہ کلید مثنوی دفتر اول سطر ثانی مین مذکور ہے یہان اوسیکی طرف اشارہ ہے کہ اب چونکہ بہت دور سے امتحان کا ذکر آرہا ہے اور ہاروت و ماروت کا بھی امتحان ہوا تھا اسلئے یہان اونکا قصہ بھی یاد آگیا آگے خود اوس پہلے مذکور کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ۔

پیش ازین زان گفتہ بودم اندکے　　　　خود چہ گویم از ہزار انش یکے

یعنی اس سے پہلے میں نے اوسمین سے کچھ بیان کیا ہے اور خود کیا کہوں ہزار مین سے ایک مطلب یہ کہ اوسکے اندر جو حقائق ہیں اونمین سے جو بیان کرونگا اور رہگئے ہیں وہ ایسے ہیں۔ جیسے کہ ہزار میں سے ایک چیز بیان کیجاوے یعنی بہت تھوڑا سا بیان کیا جا سکتا ہے۔

خواستم گفتن دران تحقیقہا تاکنون واماندم از تعویقہا

یعنی مین نے اوسکے اندر کچھ تحقیقات بیان کرنا چاہے تھے مگر اب تعویقات کی وجہ سے عاجز رہا

حملۂ دیگر ز بسیارش قلیل گفتہ آید شرح یک عضوے زپیل

یعنی اب دوسری مرتبہ اُس میں سے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے جیسے کہ ہاتھی میں سے ایک عضو مطلب یہ کہ جیسے سارے ہاتھی کی نسبت اوسکا ایک عضو بہت ہی قلیل ہوتا ہے اسیطرح ان تحقیقات مین سے اب بھی تھوڑے ہی سے بیان ہوسکتی ہے۔

گوش کن ہاروت را ماروت را اے غلام و چاکران ماروت را

یعنی قصہ ہاروت و ماروت کو سُن لے وہ شخص کہ ہم تیرے منہ کے غلام اور نوکر ہیں دوسرا مصرعہ ایسا ہے جیسے کہ ہماری زبان میں بولتے ہین کہ میں تیرے مکھڑے کے قربان ذرا یہ بات سُن لے تو مولانا بھی غایت شفقت سے اسیطرح فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ۔ ۳۶

گوش دل را یک نفس این سو بدار تا بگویم با تو از اسرار یار

یعنی گوش دل کو ایک ذرا ادھر کر تاکہ مین تجھے اسرار یار میں سے کچھ بیان کردن یار سے مراد حق تعالےٰ مراد یہ کہ ذرا گوش دل سے سُنو تو ہم تم سے اسرار حق بیان کریں۔ آگے اونکا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

قصہ ہاروت اور ماروت کا اور حق تعالےٰ کے امتحان پر اونکی دلیری

مست بودند از تماشائے الہ وز عجایبہائے استدراج شاہ

یعنی وہ لوگ تماشائے حق مین مست تھے اور حق تعالےٰ کی عجیب عجیب استدراجون سے تماشائے حق سے مراد تجلیات مطلب یہ کہ وہ دونون تجلیات مین اسقدر مست ہو رہے تھے کہ اونکو دوسری طرف التفات ہی نہ تھا اور اونکو کبھی وہم بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم مردود بھی ہوگئے اور انکو اس استدراج کی خبر نہ تھی کہ اونکو اس قرب میں استدراج ہے کہ وہ مست ہو رہے ہین حالانکہ یہی اونکے لئے مہلک تہا۔

این چنین مستی است استدراج حق — تا چہ مستیہا دہد معراج حق

یعنی استدراج حق مین ایسی مستی ہے تو معراج حق تو کیا کچھ مستی دیگی مطلب یہ کہ دیکھو کہ جب استدراج میں کہ اوسمین قرب اصلی ہوتا بھی نہین ایسی مستی ہے کہ دوسری طرف التفات ہی نہیں ہے تو پھر جب معراج اور قرب ہوگا اُسوقت تو دیکھو کیسی کچھ مستی ہوگی۔

دانہ دامش چنین مستی نمود — خوان انعامش چہا داند کشود

۳۷

یعنی اونکے دانہ دام نے ایسی مستی دکھائی تو اوسکا خوان انعام تو کیا کچھ کھولنا چاہیگا۔ مطلب یہ کہ دیکھو اونکا امتحان ہوا تھا تو اسقدر مست ہوئے کہ اونکو دوسری طرف کی خبر بھی نہ رہی تو بھلا جسکو کہ قرب حق اصل میں حاصل ہوا اوسکو تو کیا کچھ مستی حاصل ہوگی غرضکہ اونکی یہ حالت تھی کہ۔

مست بودند و رہیدہ از کمند — ہائے و ہوئے عاشقانہ میزدند

یعنی مست تھے اور کمند سے چھوٹے ہوئے تھے اور عاشقون جیسی ہائے ہوئے کرتے تھے مطلب یہ کہ چونکہ کبھی کمند مین پہنسے نہ تھے اسلئے مست تھے اور چھوٹے پھر رہے تھے اور عاشق بنتے تھے۔

یک کمین و امتحان در راہ بود — صرصرش چون کاہ کہ را مے ربود

یعنی ایک کھائی اور امتحان راہ مین تہا اور اسکی ہوا کوہ کو کاہ کی طرح بیجاتی تھی مطلب یہ کہ وہ مست تھے حالانکہ اونکی راہ میں اور اوس سلوک مین امتحان بھی تہا اور ایسا امتحان کہ اوسکی باد تند بڑے بڑے مضبوطوں کو ہلا دے بس اونکو اوسکی خبر نہ تھی اور وہ اوسی حالت مشاہدہ مین مغرور اور مست ہو رہے تھے۔

امتحان میکرد شان زیر و زبر ۔۔۔ کے بود سرمست را زینہا خبر

یعنی حق اونکا امتحان زیر و زبر کر رہے تھے اور سرمست کو اوسکی کب خبر ہوتی ہے مطلب یہ کہ حق تعالے نے تو اونکو استدراج مین مبتلا کر رکہا تھا اور اونکو اسکی خاک بھی خبر نہ تھی یہان ایک ذرا سا اشکال یہ ہوتا ہے کہ محققین نے کہا ہے کہ ملائکہ کے اندر شہوت نہیں ہوتی اسلئے کہ انکے اندر نفس نہیں ہوتا اور مولانا اونکو مست کہہ رہے ہیں تو یہان مست سے کیا مراد ہوگا تو بات یہ ہے کہ مستی دو قسم کی ہوتی ہے ایک مستی عقلی اور ایک شہوانی مثلاً ایک مستی اور سرور انسان کو اوسوقت ہوتا ہے جبکہ اوسکو کوئی نئی بات معلوم ہو یا کوئی خوشی ہو یا کوئی خیال سرور بخیتہ جم جاوے اور ایک شہوانی ہوتی ہے تو ملائکہ مین وہ مستی شہوانی تو نہ تھی ہان یہ مستی عقلی ضرور تھی کہ وہ اس خیال مین مگن تھے کہ ہم مقرب حق ہین بس اسی مستی کو مولانا بھی فرما رہے ہین اور یہ اونکی ملکیت کی بھی منافی نہین ہے آگے فرماتے ہیں کہ اوس سرمست کی یہ حالت ہوتی ہے کہ۔

۳۸

خندق و میدان بہ پیش او یکیست ۔۔۔ چاہ و خندق پیش او خوش مسلکے است

یعنی خندق اور میدان اوس کے آگے سب ایک ہوتے ہیں اور کنوان اور خندق اوسکے آگے عمدہ راستہ ہین مطلب یہ کہ وہ اسقدر مست ہوتا ہے کہ اوسکو مضرات و مہلکات نافع اور خوش معلوم ہوتے ہیں آگے بز کوہی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو جسطرح وہ مست ہو کر قعر کوہ کو میدان سمجھتا ہے اُسی طرح جو مست ہوتے ہیں وہ بھی مہلکات کو نافع خیال کرتے ہین اور اوسطرف التفات نہیں کرتے۔

شرح حبیبی

آن بزِ کوهی بران کوه بلند / بر دود از بهر خوردے بے گزند

تا علف چیند ببیند ناگهان / بازیٔ دیگر ز حکم آسمان

بر کُهے دیگر براندازد نظر / ماده بز بیند بر آن کوه دگر

چشم او تاریک گردد در زمان / بر جهد سرمست زین که تا بدان

آنچنان نزدیک بنماید ورا / که دویدن گرد بالوعه سرا ۳۹

آن هزاران گز دو گز بنمایدش / تا ز مستی میل جستن آیدش

چونکه بجهد در فتد اندر میان / در میان هر دو کوه بے امان

او ز صیادان به کُه بگریخته / خود پناهش خون اورا ریخته

شسته صیادان میان آن دو کوه / انتظار آن قضائے باشکوه

باشد اغلب صید این بر این چنین / ورنه چالاک است و چست و خصم بین

رستم ار چہ با سر و سبلت بود　　دام پاگیرش یقین شہوت بود

ہمچو من از مستی شہوت بہ بر　　مستی شہوت بہ بین اندر شتر

باز این مستی و شہوت در جہان　　پیش مستی ملک شد مستہان

مستی آن مستی این بشکند　　او بشہوت التفاتے کے کند

آب شیرین تا نخوردی آب شور　　خود بود خوش چون درون دیدہ نور

۴۰ قطرہ از بادہ ہائے آسمان　　برکند جان را ز مے و ز ساقیان

تا چہ مستیہا بود املاک را　　در جلالت روحہائے پاک را

کہ بہ بوئے دل بر آن می بستہ اند　　خم بادہ این جہان بشکستہ اند

جز مگر آنہا کہ نومید اند و دور　　ہمچو کفار نہفتہ در قبور

ناامید از ہر دو عالم گشتہ اند　　خارہائے بے نہایت کشتہ اند

دیکھو ایک پہاڑی بکرا خوراک حاصل کرنے کے لئے بے خطر ایک اونچے پہاڑ پر دوڑتا ہوا جاتا ہے تاکہ وہاں جا کر گھاس چرے لیکن فضائے آسمانی کا اوسکو کچھ اور ہی کرشمہ نظر آتا ہے

(باقی آئندہ)

النار وفی کنز العمال (جزء
صفحہ ۲۵۹) بروایۃ الطبرانی
فی الکبیر عن ابن عمر وسھل
بن سعد بعد قولہ وظلمۃ
زیادۃ ما تسمع نفس من
حسن تلک الحجب الا زھقت
اھ **ف** فیہ اثبات للحجب
بین العبد وبین ربہ تعالیٰ
وھذا الاطلاق شائع
علی السنۃ الصوفیۃ و
فیہ امتناع لرؤیۃ اللہ
تعالیٰ فی الحال مطلقا و
فی المآل برفع حجاب الکبریاء
الذی حاصلہ الادراک
بالکنہ۔

الحدیث قلب العبد بین
اصبعین من اصابع الرحمن مسلم
من حدیث عبد اللہ بن عمرو
ف فی الحدیث کون بعض احوال
القلب غیر اختیاری مطلقا و
بعضھا غیر اختیاری بالاختیار

النور کے (النار ہے (یعنی اُن کا حجاب نار ہے اسی
نور کو باعتبار تاثیر احراق کے نار فرما دیا) اور کنز العمال
میں بروایت کبیر طبرانی کے ابن عمر اور سہل بن سعد
کے وظلمۃ کے بعد یہ اور زیادہ ہے کہ کوئی جان
ایسی نہیں جو ان حجابوں کی آہٹ کو سُن لے کہ فوراً
نہ نکل جاوے **ف** اس حدیث میں اثبات ہے
حجابوں کا بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان میں اور
لفظ حجاب کا اطلاق صوفیہ کی زبانوں پر کثرت
سے شائع ہے نیز اس حدیث میں رویت حق کا
ممتنع ہونا مذکور ہے فی الحال تو علی الاطلاق اور
فی المآل (یعنی آخرت میں) حجاب کبریائی کے مرتفع
ہو جانے سے جس کا حاصل ادراک بالکنہ ہے (دلالت
علی الامتناع اس طرح سے ہے کہ کشف حجاب کو
جو کہ مقدمہ ہے رویت کا مستلزم انعدام مدرک
فرمایا اور انعدام میں رویت ممتنع ہے)۔

حدیث بندہ کا دل حق تعالیٰ کی انگلیوں میں
سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ذکر کیا اسکو
مسلم نے عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے **ف**
اس حدیث میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقاً غیر
اختیاری ہونا اور بعض کا اختیار مستقل کے اعتبار
سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے (اور انگلیوں کے

المستقل

الحديث الحجر يمين الله في الارض الحاكم وصححه من حديث عبد الله بن عمرو قلت وزاد في كتاب الحج من حديث ابن عباس يصافح بها خلقه

ف في الحديث كون بعض الاشياء المعظمة مظاهر لبعض التجليات الالهية وبناء على ذلك المظهرية سمي الحجر يمينا تجوزا۔

الحديث اني لاجد نفس الرحمن من جانب اليمن احمد من حديث ابي هريرة في حديث قال فيه واجد نفس ربكم من قبل اليمن ورجاله ثقات

ف فيه ما في ما قبله حيث سمي البركات الخاصة لبعض الكمل نفس الرحمن بناء على ذلك التجلي (ونفس هذا بحركة الفاء)

الحديث حديث تسبيح الحصى

۱۸

معنے کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے)۔

حدیث حجر اسود (گویا) حق تعالےٰ کا دست مبارک ہے دنیا میں حاکم نے مع تصحیح اسکو عبداللہ بن عمرو کی روایت سے نقل کیا اور کتاب الحج میں ابن عباس رضہ کی روایت سے یہ اور زیادہ کیا کہ اس سے اپنی مخلوق کے ساتھ مصافحہ فرماوینگے

ف اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بعض کائنات معظمہ بعض تجلیات آلہیہ کے مظاہر ہوتے ہیں اور اسی مظہریت کی بنا پر حجر اسود کو دست مبارک مجازاً فرمایا گیا (اس سے زیادہ گفتگو اس مضمون میں نہ کرنا چاہیے)۔

حدیث میں حق تعالےٰ کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں احمد نے ابو ہریرہ رضہ کی روایت سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہارے رب کا دم مبارک یمن کی طرف سے پاتا ہوں اور اس کے رجال ثقہ ہیں **ف** اس میں بھی وہی مسئلہ مذکور ہے جو اس کے قبل کی حدیث میں تھا اس حیثیت سے کہ بعض کاملین کی برکات خاصہ کو رحمٰن کا دم مبارک فرمایا اسی تجلی خاص (کی مظہریت) کی بنا پر۔

حدیث سنگریزوں کے تسبیح کی حدیث اسکو

البیهقی فی دلائل النبوۃ من حدیث ابی ذر وقال صالح بن ابی الاخضر لیس بالحافظ والمحفوظ روایۃ رجل من بنی سلیم لم یسم **ف** فیہ اثبات للشعور فی الجمادات وھو من جملۃ المحسوس عند اھل الکشف۔

الحدیث الشرک اخفی فی امتی من دبیب النمل علی الصفا ابو یعلی وابن عدی وابن حبان فی الضعفاء من حدیث ابی بکر ولاحمد و الطبرانی نحوہ من حدیث ابی موسیٰ

ف فیہ ما یدل علیہ اھل الارشاد سالکی الطریق من التدقیق فی الاعمال الباطنۃ ویعدہ اھل الظاھر غلوا وتشددا۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوذر کی روایت سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ صالح بن ابی الاخضر حافظ نہیں ہے اور محفوظ بنی سلیم کے ایک شخص غیر معلوم الاسم کی روایت ہے **ف** اس میں جمادات کے ذی شعور ہونے کا اثبات ہے اور اہل کشف کے نزدیک تو یہ منجملہ محسوسات کے ہے۔

حدیث شرک میری امت میں (یعنی بعض میں) صاف چٹان پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ خفی ہوگا۔ ذکر کیا اس کو ابویعلی اور ابن عدی نے اور ابن حبان نے ضعفاء میں ابوبکر کی روایت سے اور احمد اور طبرانی نے اسی کے قریب ابوموسےٰ کی روایت سے نقل کیا ہے

ف اس حدیث میں وہ امر مذکور ہے جو اہلِ ارشاد سالکانِ طریق کو جتلاتے رہتے ہیں یعنی اعمال باطنہ میں تدقیق (وکاوش) اور اہلِ ظاہر اس کو غلو اور تشدد شمار کرتے ہیں (اور اس وجہ سے اہلِ طریق پر انکار کرتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ایک درجہ ایسا خفی ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے کہ مقصود اس تنبیہ سے اہتمام تحرز ہے یہ تدقیق نہیں تو کیا ہے مگر تعمق نہیں ہے)

۱۹

التدقیق فی الطریق

کتاب الصلوۃ

الحدیث ان اقرب ما یکون العبد الی اللہ ان یکون ساجدا م من حدیث ابی هریرة فیه کون حقیقة قرب العابد وراء العلم لان قرب العلمی لا یختص بالعابد وهو القرب الخاص المامور بتحصیله۔

الحدیث من صلی رکعتین لم یحدث فیهما نفسه بشیٔ من الدنیا غفر له ما تقدم من ذنبه ابن ابی شیبة فی المصنف من حدیث صلة بن اشیم مرسلا وهو فی الصحیحین من حدیث عثمان بزیادة فی اوله دون قوله بشیٔ من الدنیا وزاد طس الا بخیر فیه ان حدیث النفس الذی یخل بکمال الصلوة هو ما کان عن قصد واختیار کما هو

(۱۹) [illegible] کون القرب الخاص وراء القرب العلمی

(۲۰) ان حدیث النفس [illegible] الصلوۃ [illegible]

کتاب الصلوۃ

حدیث سب سے زیادہ قرب کی حالت جو بندہ کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ سجدہ میں ہو روایت کیا اس کو مسلم نے ابوہریرہ ؓ کی روایت سے **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ اہل طاعت کے قرب کی حقیقت قرب علمی کے سوا ہے کیونکہ قرب علمی تو اہل عبادت کے ساتھ خاص نہیں (اور یہاں ساجد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے) اور یہ وہ قرب خاص ہے جسکی تحصیل کا امر کیا گیا ہے۔

حدیث جو شخص ایسی دو رکعتیں پڑھے جنمیں اپنے نفس سے کسی قسم کی دنیا کی باتیں نہ کرے اس کے تمام گذشتہ گناہ بخشدیے جاتے ہیں روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے صلہ بن اشیم کی حدیث سے مرسلاً اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت عثمان کی روایت سے اول میں زیادت کے ساتھ ہے اور اس میں بشیٔ من الدنیا نہیں ہے۔ اور طبرانی نے اوسط میں الا بخیر بڑھایا ہے۔ اس حدیث میں یہ مسئلہ ہے کہ جو حدیث النفس کمال صلوۃ میں مخل ہے وہ وہ ہے جو قصد و اختیار سے ہو۔

اور نہ دوسرے اوسے ولی اور بزرگ سمجھتے ہین لیکن اگر کوئی ان امور کا اہتمام کرے جنکا
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہتمام نہیں فرمایا مثلاً چاشت اشراق صلوۃ الاوابین
وغیرہ کا پابند ہو تو وہ خود بھی سمجھتا ہے کہ اب مین بزرگ ہو گیا اور دوسرے بھی سمجھتے ہین کہ
اب یہ بزرگ ہو گیا۔ اسی تقریر کے دوران مین حضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شارع علیہ السلام
نے احسان کو مطلوب قرار دیا تھا مگر صوفیہ نے بجائے اسکے استغراق کو مقصود بنا لیا۔

حاشیہ حکایت (۳) قولہ صوفیہ سے پہونچا ہے **اقول** مراد وہ لوگ ہیں
جو صرف صوفی ہیں اور علوم دینیہ سے تحقیقاً یا تقلیداً اور اتباع محققین سے عاری ہیں ورنہ
صوفیہ جامعین سے تو بیحد نفع دین کو پہونچا ہے چنانچہ قریب ہی آئندہ سطور مین اونکی شان
اصلاح اسی حکایت میں مذکور ہے۔ **قولہ** صحابہ نے عرض کیا **اقول** روی البخاری فی کتاب
التفسیر عن ابن عباس قال اناس کانوا یستحیون ان یتخلوا فیفضوا الی السماء وان یجامعوا
نساءھم فیفضوا الی السماء فنزل ذلک ای قولہ تعالی الا انھم یثنون صدورھم الآیۃ
نیھم **قولہ** مگر صوفیہ نے بجائے اوسکے الخ **اقول** وہی صوفیہ غیر محققین مراد ہین (**شت**)

(۴) جناب خانصاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولوی اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ
وعظ فرما رہے تھے اثناء وعظ مین ایک شخص اُٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب ہم نے سُنا ہے
کہ تم حرامی ہو آپ نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ میان تم نے غلط سنا ہے۔ میرے
ماں باپ کے نکاح کے گواہ بڈھانہ پھلت اور خود دلی مین ہنوز موجود ہین اور یہ فرما کر
پھر وعظ شروع کر دیا۔

حاشیہ حکایت (۴) قولہ نہایت متانت سے جواب دیا **اقول** اس سے
طالب حق کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا شہید رح کی تیزی وغیرہ سب دین کے لئے تھی۔
ورنہ ہیجان نفس کا اس سے بڑھکر اور کون موقع ہو سکتا ہے (**شت**)

(۵) خانصاحب نے فرمایا کہ جس زمانہ مین ملکہ کی تاجپوشی کا جلسہ ہوا۔ اوس زمانہ
مین مولوی محمد یعقوب صاحب دلی میں تھے اور اکثر غائب رہتے تھے میں نے دریافت
کیا کہ حضرت آپ کہان غائب رہتے ہین فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ دلی مین جس جس جگہ

تمہارا قدم جائیگا ہم اوس جگہ کو آباد کردینگے مین اسلیئے اکثر شہر اور حوالی شہر میں گشت کیا کرتا ہون تاکہ ویران مقامات آباد ہو جاوین خانصاحب نے فرمایا کہ اوس جلسہ میں مولوی عبدالحق مؤلف تفسیر حقانی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی بھی موجود تھے اور مولوی عبدالحق صاحب نے اس مقام کے آباد ہونیکی کیفیت مولوی ناظر حسن سے بیان کی اور کہا کہ جس جگہ اس زمانہ میں دربار ہوا تھا اور جہان جہان مولوی محمد یعقوب صاحب پہرے تھے وہ جگہ اکثر آباد ہوگئی ہے۔

حاشیہ حکایت (۵) قولہ مجھے حکم ہوا ہے اقول یہ شان اقطاب التکوین کی ہوتی ہے بعض مقبولین کو قطبیت ارشادیہ کے ساتھ قطبیت تکوینیہ کا مرتبہ بھی عطا ہوتا ہے اور مولانا کی قطبیت ارشادیہ میں کوئی کلام ہی نہین ہوسکتا (**شت**)

(۶) جناب خانصاحب نے فرمایا کہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب قدس سرہ چھتہ کی مسجد مین انار کے نیچے بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے اور میں پیچھے کھڑا ہوا تھا آپ مجھسے باتیں کر رہے تھے حکیم عبدالسلام صاحب فتح آبادی ابن جناب مفتی حسین احمد صاحب (مفتی صاحب حدیث مین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد اور اچھے شاگردون میں تھے اور شاہ غلام علی صاحب سے مستفیض تھے) حاجی محمد عابد صاحب سے باتیں کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ایک میرے دوست لکھنؤ کے باشندے نصیحت مجذوب مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے تھے جب میرا مکہ جانیکا اتفاق ہوا تو واپسی کے وقت انہوں نے بہت شد و مد سے یہ فرمایا کہ تم یہیں رہو۔ ہندوستان مت جاؤ اسواسطے کہ وہاں انقلاب ہو رہا ہے۔ جو غدر سابق سے بڑھکر ہوگا یہ سنکر جناب مولوی محمد یعقوب صاحب نے چونک کر اور پیچھے کو مڑ کر انکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ وہ کون ہین اور اونکو ہندوستان سے کیا تعلق ہے ہندوستان ہمارا ہے یا اونکا یہاں کچھ نہین ہونیکا رات کو ان کی دن کو اُن کی رات کو ان کی دن کو اُن کی (یہ فقرہ کئی بار فرمایا) بوریا لپیٹ جائیگا جھاڑو پھرجائیگی کسی قسم کا غدر نہیں ہوگا اسپر حاجی محمد عابد صاحب نے حکیم عبدالسلام سے کہا۔ کہ سن لو یہ ہمارے مجذوب ہین۔

حاشیہ حکایت (۶) **قولہ** وہ کون ہیں **اقول** یہ بھی اوسی شان قطبیت کی فرع ہے (**ش ت**)

(۷) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مدرسہ میں اپنی درسگاہ میں پریشان اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے مین اور چند دوسرے اشخاص بھی اسوقت پہونچ گئے۔ مولانا نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ اُفوہ رات مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی میں نے حق تعالے سے کچھ عرض کیا حضور نے کچھ جواب ارشاد فرمایا میں نے پھر کچھ عرض کیا (جو کہ ظاہراً گستاخی میں داخل تھا) اسکے جواب میں ارشاد ہوا کہ بس چپ رہو بکوست۔ ایسی گستاخی۔ یہ سنکر مین خاموش ہوگیا اور بہت کچھ استغفار اور معذرت کی بالآخر میرا قصور معاف ہوگیا اوسکے بعد آسمان سے ایک پڑیا یا کھٹولا دیہ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کیا فرمایا تھا) اترا جسکی پٹیاں سیرو سے پائے بان سب الگ الگ تھے مین نے عرض کیا کہ حضور مین سمجھ گیا۔ حضور نے فرمایا ہاں انتہی کلامہ الشریف خانصاحب نے فرمایا یہ وہ زمانہ تھا جس زمانہ میں حضرت مولانا نانوتوی بمرض الموت علیل تھے مولوی فخرالحسن نے اس واقعہ کو حضرت مولانا کی خدمت میں بیان کیا تو آپ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور گھبرا کر فرمایا کہ اُفو مولوی محمد یعقوب نے ایسا کہا توبہ توبہ یہ بھائی یہ انہیں کا کام تھا کیونکہ وہ مجذوب ہین اگر ہم ایسی گستاخی کرتے تو ہماری تو گردن نپ جاتی۔

حاشیہ حکایت (۷) **قولہ** کیونکہ وہ مجذوب ہین **اقول** بعض مراتب مجذوبیت مین ایسے اقوال داخل اولال ہوکر عفو فرمادیے جاتے ہین اور بعض مجاذیب ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر جذب کا اثر کسی وقت ہوتا ہے احقر نے خود مولانا سے سُنا ہے کہ ایک بار خط لکھکر مین نے دستخط کرنا چاہا تو اپنا نام بھول گیا بجز جذب اور اسکا سبب کیا ہوسکتا ہے (**ش ت**)

(۸) جناب خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی مرادآباد کے مدرسہ شاہی میں مدرس تھے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مولوی محمد یعقوب صاحب ہر سال جاکر امتحان لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دفتر کی چھت پر

جو مکان ہے آپ اوس میں بیٹھے ہوئے تھے اور مین بھی حاضر تھا (میں اوس زمانہ میں
چھتاری میں ملازم تھا اور مجھے حضرت سے اور حضرت کو مجھ سے بہت تعلق تھا اسلئے میرا معمول
تھا کہ جب مجھے معلوم ہوتا کہ آپ تشریف لانیوالے ہین تو مین مراد آباد پہونچ جاتا تھا)
اسوقت مولانا کچھ بزرگون کا ذکر کر رہے تھے اور جب مجلس میں یہ عاجز ہوتا تھا اکثر مجھی کو
مخاطب بنا لیا کرتے تھے گو اسوقت مجمع کثیر تھا مگر آپ نے مجھی کو مخاطب بنایا اور فرمایا کہ
خواجہ احمد جام مستجاب الدعوات مشہور تھے ایک عورت انکی خدمت میں اپنے ایک نابینا
بچے کو لائی اور عرض کیا کہ اپنا ہاتھ اسکے مُنہ پر پھیر دیجئے اور اسکی آنکھیں اچھی کر دیجئے
اسوقت آپ پر شان عبدیت غالب تھی اسلئے نہایت انکسار کے ساتھ فرمایا کہ مین اس قابل
نہیں ہون اوس نے اصرار کیا مگر آپ نے پھر وہی جواب دیا غرضکہ تین چار مرتبہ یون ہی
رد و بدل ہوئی جب آپ نے دیکھا کہ وہ مانتی ہی نہیں ہے تو آپ وہاں سے اٹھ کھڑے
ہوئے اور یہ کہتے ہوئے چلدیئے کہ یہ کام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا کہ وہ اندھون
اور مبروصون کو اچھا کرتے تھے میں اس قابل نہیں ہون تھوڑی دُور چلے تھے کہ الہام
ہوا کہ تو کون اور عیسےٰ کون اور موسےٰ کون تیچھے لوٹ اور اسکے منہ پر ہاتھ پھیر نہ تم اچھا کرسکتے
ہو نہ عیسیٰ ہامی کنیم آپ یہ سُنکر لوٹے اور ما می کنیم ما می کنیم فرماتے جاتے تھے اور جا کر اسکے
منہ پر ہاتھ پھیر دیا اور آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ یہ قصہ بیان فرما کر مولانا نے فرمایا کہ احمق لوگ
یون سمجھ جایا کرتے ہین کہ یہ ما می کنیم خود کہہ رہے ہیں حالانکہ ان کا قول نہیں ہوتا بلکہ وہ
حق تعالیٰ کا قول ہوتا ہے چنانچہ جب کوئی کسی گویئے سے کوئی عمدہ شعر سنتا ہے تو اوسکو اپنی
زبان سے بار بار دہراتا ہے اور مزے لیتا ہے اسی طرح وہ اس الہام کی لذت سے
حق تعالےٰ کا ارشاد ما می کنیم بار بار دہراتے تھے۔

حاشیہ حکایت (۸) قولہ وہ حق تعالےٰ کا قول ہوتا ہے **اقول** قول منصور
حلاج کی سب سے اچھی تاویل یہی ہے اور یہ حکایت حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے احقر نے
بھی سُنی ہے بس اتنا فرق ہے کہ مجکو اون بزرگ کا نام لینا یاد نہیں اور اول بار جو اس
عورت کو جواب دیا اوسکا لہجہ جوش کا یاد ہے وہ یہ کہ میں عیسےٰ ہون جو اندھوں کو اچھا کرون
اور ما می کنیم کی جگہ ما کنیم یاد ہے (اشرف)

(باقی آیندہ)

اعلان

اسلامی مسافرخانہ واقع ریلوے اسٹیشن مراد آباد

جو عرصہ سے مسلمانونکی خدمت کر رہا ہے اُسکے اظہار کی اُن حضرات سے تو ضرورت ہی نہیں جو کبھی نہ کبھی اس مسافرخانہ مین آرام پا چکے ہیں۔ کہنا اُن حضرات سے ہی جنھون نے آجتک مسافرخانہ ہذا کو دیکھا اور نہ اسکی خدمات سے مستفیض ہوئے۔ مسافرخانہ ہذا پردیسی مسلمانونکی راحت اور آسایش کیلئے وقف ہی جسمین مستورات کیلئے بھی کافی انتظام ہی اب تک اس مسافرخانہ سے بغیر کسی معاوضہ کے ہزارون بندگان خدا کو نفع پہنچا ہی اور پہنچ رہا ہی چونکہ اسکی تمام موجودہ عمارت نہایت بوسیدہ اور پست و نشیبی حصہ مین تھی جگہ کی بھی قلت رہتی تھی گورنمنٹ عالیہ نے اسکی توسیع کیلئے ایک کافی زمین جو مسافرخانہ کے آگے واقع ہی بغیر معاوضہ کے عطا کر دی ہی۔ خدا کے بھروسہ پر ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء یوم جمعہ کو اوسکی بنیاد کی تعمیر کی بنیاد ان بزرگوارون کے دست مبارک سے رکھی گئی۔

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب کی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ امروہہ۔ حضرت مولانا حکیم سید دائم علی صاحب امام و مفتی شہر مراد آباد۔ جناب مولوی حکیم محمد صدیق صاحب نواب پوری۔ خان بہادر جناب قاضی محمد شوکت حسین صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ۔ جناب مفتی محمد شمس الاسلام صاحب رئیس قصبہ کرتپور۔ جناب نواب حرز اللہ خان صاحب رئیس و تحصیلدار رامپور وغیرہم۔

مسافرخانہ ہذا کی تعمیر کا تخمینہ پچاس ہزار روپے کا ہے

ہم عام مسلمانون سے اپیل کرتے ہین

کہ اس کار خیر مین حسب ہمت چندہ عطا فرماوین اور اسکی خدمات کی تکمیل مین حصہ لین جو صاحب اپنی لاگت سے کوئی کمرہ یا دوکان یا اور کوئی جزو مسافرخانہ کا اپنی طرف سے بنوانا چاہیں تو متولیان کے مشورہ سے بنوا سکتے ہین۔ زرچندہ حسب ذیل مقامات میں سے جس جگہ چاہیں بھیجدیں انشاء اللہ العزیز رسید باضابطہ ملیگی اور روپیہ صحیح مصرف پر صرف ہوگا۔

شمس الدین نہال الدین تاجران بساطخانہ بازار چوک مراد آباد

منہاج الدین وہاج الدین تاجران بساطخانہ بازار چوک مراد آباد

حاجی محمد اکبر حافظ عبدالواحد تاجران ظروف بازار شاہی مسجد مراد آباد

حاجی محمد صالح اینڈ کو تاجران ظروف محلہ بھٹی مراد آباد

پہلا مژدہ

حنفیہ کے ذمہ ہمیشہ سے یہ غیر واقعی الزام تھا کہ انکے پاس احادیث بہت کم ہیں حتی کہ بعض
نے یہی کہدیا کہ انکے پاس صرف تین چار ہی حدیثیں ہیں اسکے جوابات مختلف زمانوں میں مختلف
حضرات نے ہمیشہ دیئے مگر اس زمانہ میں چونکہ بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو حنفیہ پر طعن و
تشنیع سے کام لیکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں اسلئے ایک ایسی کتاب
کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جسمین مسائل فرعیہ کے دلائل مین جو احادیث حنفیہ کی مستدل ہیں
اونکو یکجا جمع کر دیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تالیف سنہ ۲۶ھ مین شروع ہوئی۔
اور سنہ ۲۷ھ مین اسکا پہلا حصہ بنام احیاء السنن شائع بھی ہو گیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت
ہو کر ختم ہو گیا اب اس کتاب کا دوسرا حصہ مسمّیٰ بہ اعلاء السنن چھپکر تیار ہو گیا ہے اسکے بھی
بہت کم نسخے رہگئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں اسطرح ہے کہ اوپر حدیث نقل کرکے اوسکے
نیچے جو مسئلہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اوسکی تقریر کر دی گئی ہے یہ تقریر عربی میں ہے۔
اور مفصل ہے اور حاشیہ پر زبان اُردو میں اون احادیث کا ترجمہ اور تقریر کا ماحصل
درج کر دیا گیا ہے تاکہ عوام بھی اوس سے فائدہ اُٹھا کر بہکانے والون کے شر سے محفوظ
رہیں۔ جلدین بہت کم باقی ہیں جلد منگا لیجئے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ (عہ/)

رعایت

آخر شوال ۱۳۴۲ھ تک ایک روپیہ بارہ آنے (عہ/۱۲) محصولڈاک ۵ر

المشتہر

(صوفی) عبد القادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

دوسرا مژدہ

حق تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ تمنا جو ۱۳۲۲ھ سے دل میں تھی اور اُسکی تکمیل کیلئے دل بے اختیار تھا ۱۳۴۲ھ میں پوری ہوئی کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ کلام الملوک جو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے نظم ملفوظات کا مجموعہ ہونے کے اعتبار سے ملوک الکلام ہے طبع ہو کر اہل علم کی خدمت میں پیش ہوگئی یہ مجموعہ بفضلہ تعالےٰ جسطرح کلام صحابہ ہونے کی وجہ سے بیشمار انوار و برکات پر مشتمل ہے اسیطرح ایک ممتاز درجہ کی ادبی کتاب بھی ہے اور چونکہ ہر کلام کے اول میں مختصراً اوسکا موقع بھی لکھا گیا ہے اسلئے ایک مختصر تاریخی کتاب بھی ہے اور مضامین کی خصوصیات سے جو فوائد ہیں مثلاً مدح نبوی اور مدح صحابہ اور انکے کارنامے اور اُنکی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت وغیرہ وہ اوسکے علاوہ ہے۔ عام شائقین کے نفع کیلئے ان اشعار کا اُردو سلیس ترجمہ بھی حاشیہ میں لکھدیا گیا ہے تاکہ اُردو خوان حضرات بھی ان برکات سے منتفع ہوسکیں۔

مشورۂ مفید

اس خزینہ طیبہ کو اگر حضرات اہل علم خصوص مہتممین اپنے مدارس میں داخل درس فرمادیں تو اسکا نفع تام ہوجاوے اور تاجر اگر اسکی قیمت میں رعایت کا لحاظ رکھیں تو انشاءاللہ نفع عام ہوجاوے۔ اس مجموعہ مبارکہ کا ہدیہ تین روپے آٹھ آنے ہے۔ اور مدرسین و طلبہ کے لئے حسب مشورہ حضرت حکیم الامت دام ظلہم برعایت خاص آخر شوال ۱۳۴۳ھ تک [illegible] علاوہ محصول ڈاک ہے (محصول ڈاک ۷ر)

المشتہر

(صوفی) عبدالقادر ناظم امداد المواعظ مقیم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

پتہ دیگر

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی